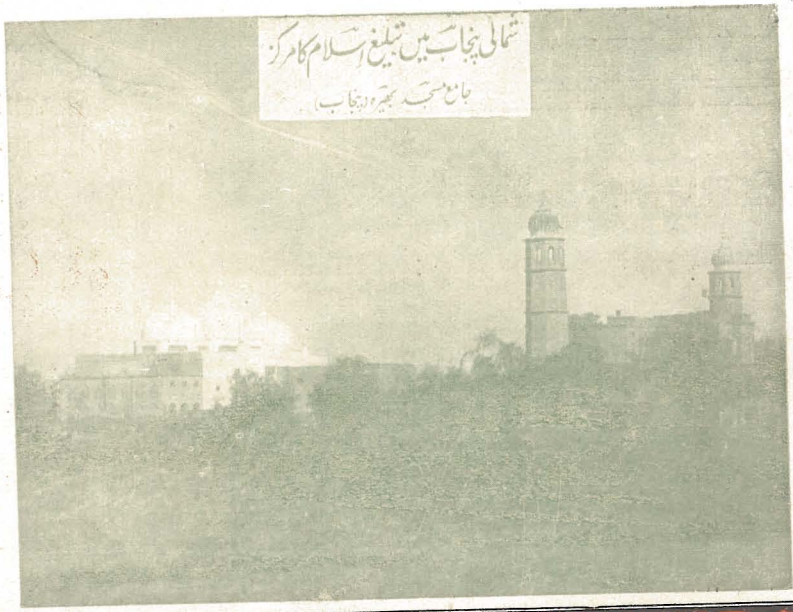


# شمس الاسلام

ماہنامہ



شمالی پنجاب میں تبلیغ اسلام کا مرکز  
ماہنامہ مجسٹریٹ برقیہ لاہور

حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی

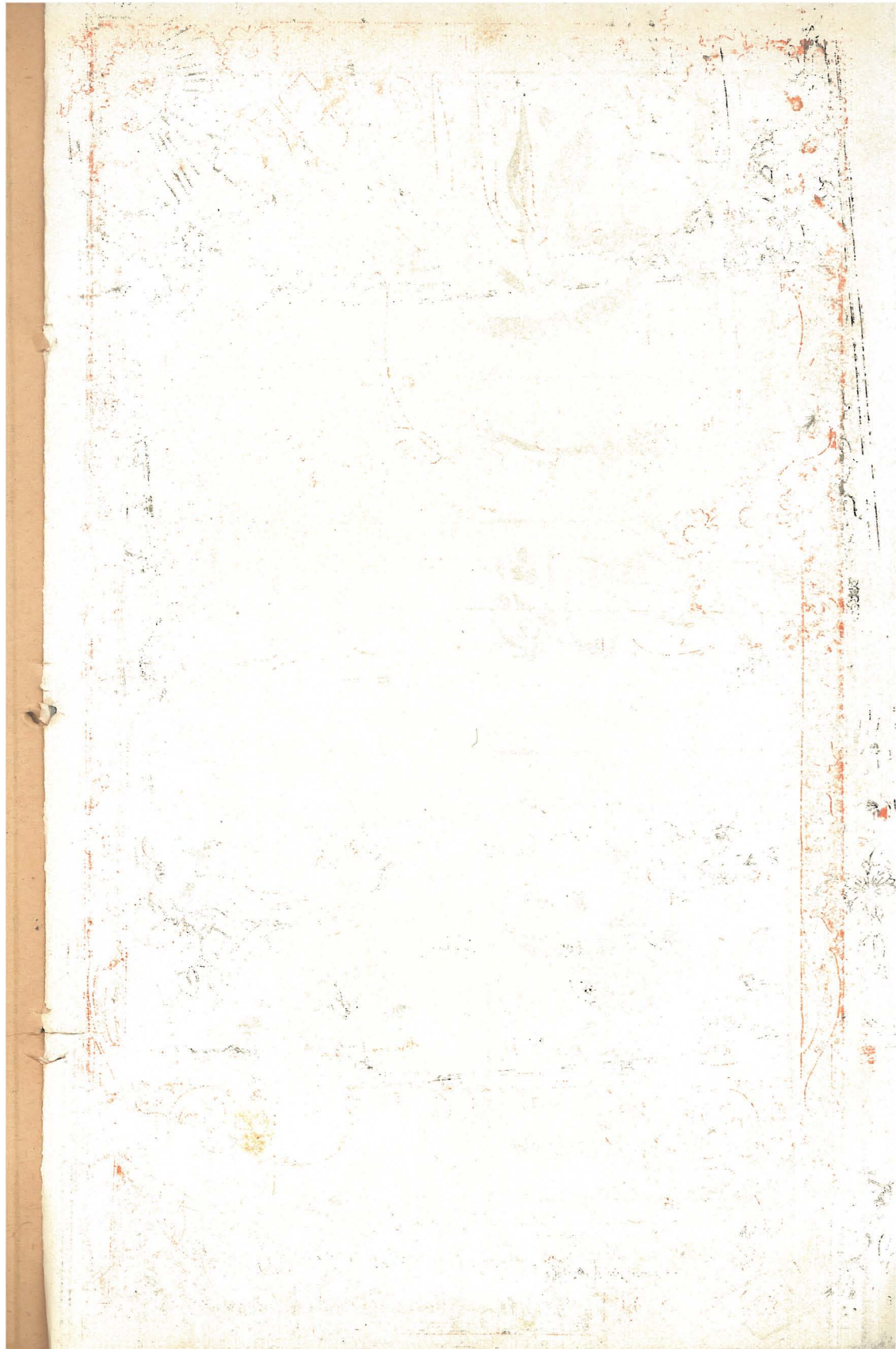
نایب مدیر  
افتخار احمد بگوی

امیر حزب الانصار بھیرہ  
پنڈت

سالانہ چھپندہ  
ڈیڑھ روپیہ

تحت ادارہ





# شامس الاسلام

عَت  
مَقَامِ اشَا

جامع مسجد حبیبیہ (پنجاب)

## جلد ۹ بابت و سیمہ سیرت رسول اللہ ﷺ نمبر ۱۲

نمبر شمار	فہرست	مضامین	صفحہ
۱	سورۃ قبل کی تفسیر اور علامہ فرامی (الغفران)	جناب مولانا محمد عالم صاحب آسی امرتسری	۲
۲	باب الحجرت (روضہ نبوی کی زیارت)	ادارہ	۸
۳	تاریخ و غیر ایمان کا ڈاکو	ماخوذ	۱۰
۴	فتاوے قاسمیہ	جناب مولانا غلام رسول صاحب قاسمی مرحوم	۱۳
۵	آنکھ اور کان کا جھگڑا	جناب مولوی عبدالقادر صاحب ہنر اروی	۱۵
۶	ایک گمراہ پیر کے کارنامے	(ادارہ)	۱۸
۷	عرض حال	(ادارہ)	۲۳
۸	امیر المؤمنین فاروق اعظم رض	نہ حافظ مولوی سید محمد علی صاحب مظاہری سہانپور	۲۴
۹	کشف التلبیس حصہ سوم سلسلہ ماہ نومبر	جناب حضرت مولانا سید ولایت حسین صاحب دہلوی	۲۵ تا ۴۰

اس جگہ سُرخ پبلیش کے نشان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم چندہ سالانہ ذرا دینی آرڈر ارسال فرمائیے۔ ورنہ بصورت غاشبی آئندہ ماہ کا چرچہ وی پی ہوگا۔ - نیچتر

# سورہ فیل کی تفسیر اور علامہ سراہی

الحمد لله وحده والصلاة على من لا نبي بعده

ترجمہ محمد  
امیت احمد  
دہلوی

**جواب**، جناب نے تو فسانہ طرازی میں کمال کر دیا۔ مگر خدہ امور قابل غور ہیں اول یہ کہ واقعہ فیل جناب کے نزدیک ذی الحجہ میں ہوا۔ جو عربوں کے سال کا آخری مہینہ ہے تو جناب کا یہ کہنا کیسے صحیح ہو گا کہ اسی سال ربیع الثانی میں واقعہ فیل کے بعد حضور علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ دوم یہ کہنا کہ خوارق اسباب و علل کے پردہ میں نمودار ہوتے ہیں۔ یہ تمام خوارق پر محیط نہیں کیونکہ طوفان نوح، یابریضنا، فلق البحر، معجزۃ العصا، ہر ذرا برابر اسی وغیرہ اگر آپ کے نزدیک قابلِ ایم ہیں۔ تو ان میں دستِ قدرت کا کارنامہ اسباب و علل کے پردہ سے کل کر آزادانہ جلوہ دکھا رہا ہے۔ سو ہم یہ کہ حضرت موسیٰ اور حضور علیہ السلام تو نبی تھے اور خدا کے پیارے ان کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور ضروری تھا۔ مگر قوم قریش کو تو آپ منظور اور مخصوب علیہم ثابت کر چکے ہیں اور آلِ کثر، کا تو ہی خطاب سرزنش اور توہینِ بیان کر چکے ہیں۔ خصوصاً اس خطاب کو بد لکرا بواب سے شخصی خطاب سے اور بھی اس قوم کی بد عنوانی ظاہر کر چکے ہیں۔ تو اندر میں صورت ایسی قوم کے ہاتھ پر ایک معجزہ کا ظہور کہ قریش نے تو برائے نام پتھر مارے مگر دستِ قدرت نے آندھی کے ذریعہ پتھر پھیرا دیا کہ جس سے دشمن چیپ میں مبتلا ہو کر گر گئے، تو قرین قیاس نہیں۔ کیونکہ شرک مہتوب ہوتا ہے محبوب نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ آپ کہ دیں کہ مولدِ نبوی کے سے پہلے چالیس سال قوم قریش مشرک تھی۔ مگر یوں کہنا تاریخ کے خلاف ہو گا۔ شاید یہ معجزہ ان دینِ حنیف پر چلنے والوں سے منسوب ہو جو خال خال عرب میں موجود تھے۔ مگر اس قابل کو بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کہ ان کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور ناممکن ہو۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ اظہارِ معجزہ کیلئے صرف تقرب الے اللہ ان علل و اسباب میں سے نہیں ہے کہ جس کے پردہ میں دستِ قدرت کام کیا کرتا ہے بلکہ شرک اور بت پرستی یا کم از کم غفلت اور بد عملی بھی ایسے اسباب و علل میں داخل ہے۔ کہ جس سے پردہ میں ایک بڑے سے بڑا معجزہ بھی ظاہر ہو سکتا ہے کہ جس سے سولہ ہزار آدمی تباہ ہو جائیں اور اپنی نوعیت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے بھی بڑھ کر ثابت ہو۔ خود ابونسب کی شخصیت کو آپ نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ ایک طرف تو اس کو ڈاٹ دی جا رہی ہے۔ کہ تم شرک کیوں نہیں چھوڑتے اور دوسری طرف اعجازِ نماؤم قریش میں داخل کیا جا رہا ہے کہ جن کے ہاتھ پر ابرہہ کی فوج کا خاتمہ مقصد تھا۔ شاید یہ معجزہ کیلئے آپ کے نزدیک تقرب الی اللہ بھی شرط نہیں۔ چہارم معجزہ سنگباری کا اختتام شکاری پرندوں کے آنے پر ظاہر کرنا اس امر کا متقاضی ہے کہ سورہ فیل کی ترتیب بدل دیجائے اور ارسل علیہم طیاراً کو تو منجھ کے بعد ذکر کیا جائے۔ جناب کو خیال نہیں رہا ورنہ اس پر بھی رطب و یاسن اٹا پٹا ب کچھ کہ گزرتے۔

(۹) تک واقعہ طیر کے عنوان سے یہ بتایا ہے کہ رائے عامہ نے صحیح روایات پر اپنے بیان کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ یوں سمجھا ہے کہ چڑیوں نے پتھر مارے اور ان پتھروں سے اصحاب الفیل وہیں ڈھیر ہو گئے پھر سیلاب آیا۔ تو ان کی لاشیں سمندر میں بہ گئیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایسے سیلاب سے اہل مکہ کے گھر سلامت رہے ہوں کہ جن میں ہاتھیوں کی لاشیں بہ کر جاتی تھیں۔ اور یہ بھی قرین قیاس نہیں کہ لنگڑوں سے ہاتھی ہلاک ہوئے ہوں کہ نہ ان پر ہونے والے فتنے جن میں ان کے تمام جسم پوشیدہ تھے۔ بلکہ صحیح روایات کی رو سے اور عینی مشاہدہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مطابق عینی شہادت حضرت علامہ اور ابن عباسؓ بروایت محمد بن سیرین چڑیاں گوشت کھانے کو آتی تھیں۔ کہ جب کے رنگ سیاہی مائل تھے اور منہ کٹے کی طرح یعنی وہ ایک قسم کے گدھے تھے۔ اس حلیہ بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عینی شہادت ہے پس واقعہ یوں ہوا۔ کہ سنگباری سے اصحاب الفیل کو چپک نے ہلاک کر دیا۔ اور چڑیوں نے مٹا گوشت کھا کر وادی کو نقصان سے پاک کر دیا۔ چھوٹی روایت کی بنا اس پر ہے کہ تو جمعہ طیاروں کے بغیر متصل ذکر ہوا ہے حالانکہ یہ فقرہ طیار کی صفت نہیں ہے۔ بلکہ جملہ حالیہ یا استثنائیہ ہے کیونکہ گوشت کا کھانا خجہا جملہ کھانے کا کوئل میں مذکور ہوا ہے۔

**جواب (۱۰)** جناب نے یہ تو ناممکن سمجھا کہ ان کی لاشیں سیلاب میں بہ گئی تھیں۔ کیونکہ ایسے سیلاب سے اہل مکہ کے مکانات کا گر جانا از بس ضروری تھا۔ مگر یہ نہیں بتایا۔ کہ چڑیوں نے جب گوشت کھایا تھا۔ تو ہڈیوں کا صفایا کیسے ہوا۔ تو اگر یہ کہا جائے۔ کہ ہڈیاں سیلاب میں بہ گئی تھیں۔ تو پھر وہی خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے سیلاب کے سامنے اہل مکہ کے مکانات کیسے قائم رہے تھے۔ اور اگر کسی کہنی نے دہاں سے ہڈیاں اٹھائی تھیں۔ تو اس کا ذکر بھی ضروری تھا۔ اس لئے عینی شہادت کی روایات سے اس واقعہ کی تکمیل نہیں ہو سکی۔ اور جناب کو شاید خیال نہیں کہ مردہ لاشیں گوشت سمیت متعفن ہو کر پانی میں آسانی سے بہ نکلتی ہیں۔ کیونکہ نقصان سے ایک بدبودار ہوا بھری ہوتی ہے یا ان میں جب پانی بھر جاتا ہے تو لمبی ہو کر تیرنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ مگر صرف ہڈیاں کبھی تیرنے کے قابل نہیں ہوتیں تو جو طرح مردہ لاشیں عموماً تیرا کرتی ہیں۔ اسی طرح آبِ باد کے داخلہ سے اگر وہ لاشیں بھی ہلکی ہو کر سیلاب میں بہ گئی ہوں تو کچھ ٹھیک نہیں۔ اور اس سے یہ بھی امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اہل مکہ کے مکانات بھی بچ رہے ہوں۔ کیونکہ اول تو لاش رہانے کے لئے سیلاب عظیم کی ضرورت نہیں۔ معمولی ایک نہر میں بھی بڑی بڑی لاشیں بہ جاتی ہیں دوم اہل مکہ کے مکانات کچی اینٹوں کے نہیں ہوتے بلکہ تمام پتھر کی عمارتیں ہوتی ہیں۔ اور وہاں کا نقشہ سامنے رکھ لینے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ طائف کے پہاڑوں تک چڑ دہاں سے شمشیر کے قریب ہیں۔ بارش کا پانی سیلاب بنا کر مندریں میں سے گزرتا جاتا ہے۔ کیونکہ وادی مکہ ہی ایک قدرتی راستہ ہے کہ جس سے تمام پہاڑیوں کی بارش کا پانی بہ کر مندریں جا پڑتا ہے قدرت نے کوئی اور راستہ رکھا ہی نہیں اور یہ راستہ ایسا ڈھلوان ہے کہ اگر طائف پر بارش ہو۔ تو وادی مکہ کو نہر بھی نہیں ہوتی کہ فوراً سیلاب آجائے اور فوراً گزبھی جاتا ہے اگر وہ افعیل میں یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ بارش طائف پر ہوتی تھی۔ یا بقول آپ کے جب آندھی سے پتھر برسے تھے۔ تو اسی وقت بارش بھی ہو گئی تھی۔ تو دونوں صورتوں میں وادی

گرد و کی مارا دیا

سیلاب کا کام  
نہا تھا

کے مکانات کا گرجا ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسے ہزاروں سیلاب ان کے دیکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کا نظریہ روزمرہ کے حالات سے کچھ بھی وابستگی نہیں رکھتا اور جب کھصیف ماکول نے ظاہر کر دیا کہ وہ سُردہ لاشیں مگر ٹے مگرے ہو کر چھلنی بن گئی تھیں۔ اور جس باکرم خوردہ تی کی طرح زیرہ زیرہ ہو چکی تھیں تو اب سیلاب میں بہ جانا اور مکانات کا سلامت رہ جانا کوئی تعجب خیز امر نہیں رہ جاتا۔

ب) حضرت مکشہ اور ابن عباس کی روایت کو معنی مشاہدہ پر صرف اس لئے محمول کیا گیا ہے کہ ان روایات میں پرندوں کی رنگت اور ڈیل ڈول تباہی گئی ہے مگر جناب کا خیال اس طرف نہیں گیا کہ واقعہ قبل میں یہ دو صحابی شاید موجود نہ تھے کیونکہ ان کی ولادت حضور علیہ السلام کی ولادت کے بعد میں ہوئی ہے۔ شاید یہ خیال ہو کہ ان دونوں نے دوسروں سے سکر روایت کی ہے تو پھر یہ روایت بھی سماعی ہوگی معنی نہ ہوگی۔ اس لئے اس روایت کو ترجیح دینا غالباً غلط ہوگا۔

ج) جناب خود ہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ابرہہ کے ہاتھی کو آنکس اور کلہاڑوں سے زخمی کر دیا گیا تھا۔ تاکہ مگر پر حملہ آؤ ہو مگر وہ نہ بڑھا تو پھر یہ کیوں کیا جاتا ہے کہ پرندوں کی کنکریاں ہاتھیوں کو نہیں لگ سکتی تھیں کیا ان کی ٹانگیں اور سونڈ بھی نیگے نہ تھیں۔ ہاتھی کیا ہوئے بڑھ تو ش عورت ہوئی۔ کہ جسم کا کوئی حصہ بھی نمودار نہیں۔ ہاں یاد آیا پرندوں کے پتھر تو ہاتھیوں کو ہلاک نہ کر سکے مگر آپ کی خود ساختہ اندھی کے پتھر اور قریش کی اعجاز نامہ مہولی کنکریوں نے ان پر ضرور ایسا اثر کیا کہ ان کو چھپک نے ہلاک کر دیا۔ کیا ہاتھیوں کو چھپک کا مرض بھی ہوتا ہے؟ آخر یہی قابل غور ہے۔ کہ ہاتھی کتنے تھے؟ واقعہ میں تو صرف ایک ہی بتایا جاتا ہے۔ ابرہہ ہندوستان کا راجہ تھوڑا ہی تھا کہ ہاتھیوں کی قوج لے آنا۔

د) ابن اسحاق پر تو جناب نے یہ طعن کر دیا کہ وہ یہود سے روایت کرتے ہیں۔ مگر یہ خیال نہیں کیا کہ محمد بن سیرین کی روایات بھی صحیح نہیں ہوتیں۔ تو پھر آپ نے اس کے کہنے سے یہ حیرات کیسے کرنی کہ حضرت مکرمہ اور ابن عباس کو ان لوگوں میں شامل کر دیا جائے جو پتھروں کی بوجھاڑ سے معجزہ دکھا رہے تھے۔ (۷) تو میٹم کے ساتھ گرجا کا کوئی تعلق نہیں تھا تو یہاں کیوں ذکر کیا۔ آپ جواب دیجئے کہ یہ جملہ حالیہ ہے۔ مگر یہ تاویل بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وحی کی حالت میں وہ پرند آئے تھے۔ حالانکہ آپ کا نظریہ ہے۔ کہ جب ایک بھاری لشکر روانہ ہوتا ہے تو گوشت خوار پرند اسی وقت ساتھ ہو جیتے ہیں۔ شاید یہ پرند ابرہہ کے ساتھ نہ آئے ہوں۔ قریش کو دیکھ کر آئے ہوں۔ مگر آپ نے کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ اگر جب جملہ کھصیف ماکول میں ان پرندوں کے حال کا تذکرہ ہے کہ وہ نوح نوح کر گوشت کھاتے تھے۔ تو یوں کہا ہوتا۔ کہ فحجہ لہم کھصیف ماکول تاکہ بالضررۃ پرندوں کی غرض و غایت بھی معلوم ہو جاتی۔ یا یوں کہ دیتے کہ طیرا اسم صنف ہے اس لئے جملہ کی ضمیر فارعی رباعی کی طرف راجع نہیں ہے بلکہ طیرا کی طر ہے مگر آپ نے غلطی سے اس فعل کا انتساب خدا کی طرف کیا ہے اور سمجھ دیا ہے کہ طیرا کے ساتھ ابابیل کا لفظ شامل ہو گیا۔ تو اب صرف جمع کی حالت میں آگیا جب کے لئے ضمیر نوث و کا نزوی ہے۔

ہاتھیوں کی  
چھپک

(۹) ہر ایک ذی فہم یہ سن کر حیران ہو گا۔ کہ اصحاب الفیل پر زہریلے پتھروں کی آندھی آئی۔ جس طرح کہ قوم لوط پر آئی تھی، کیا وہ آندھی ایسی تعلیمیافتہ اور سیانی تھی۔ کہ تین دن متواتر جاری رہ کر بھی قریش کے ایک آدمی کو ہلاک نہ کر سکی۔ حالانکہ وہ پہاڑوں پر پتھر کاٹ کاٹ کر کھلی ہوا میں بغیر کسی آڑ کے کھڑے تھے۔ اور اصحاب فیل کو جو چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرے ہوئے تھے۔ اور پہاڑوں کی آڑ میں بچ سکتے تھے جن کے ہلاک کرنی ہی۔ بڑی تعجب کی بات یہ بھی ہے کہ قوم لوط کی تباہی کے وقت خود لوط علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ صبح غدا آبِ یگیا۔ آپ راتوں رات کہیں نکل جائیے کہیں سنگباری سے آپ کا نقصان نہ ہو۔ آپ ایسا ہولناک واقعہ دیکھ کر بخیر نہ ہو جائیں۔ مگر قریش کی قوت شجاعت اور قلبی حرارت اس طور پر پیش کی گئی ہے۔ کہ اپنی آنکھ کے سامنے تین روز تک متواتر آسمانی سنگباری دیکھ رہے ہیں۔ اور ذرہ بھر بھی سہم نہیں گئے۔ بلکہ تین روز تک محجزہ نمائی کے بدشوئیہ پتھر پھینکتے رہے ہیں۔ تو قریش اس حالت میں باوجود عدل یا مشرک ہونے کے جناب لوط علیہ السلام سے بھی نفرت نے گئے ہیں۔ جناب اصل حقیقت یہ ہے کہ جناب نے فساد طرازی میں کمال آزادی کے ساتھ جو کچھ کہنا تھا کر دیا۔ اور خیال نہیں فرمایا۔ کہ جس طرح ہم رائے عامہ پر تنقید کرتے کرتے تبذیل و توہین تک پہنچ چکے ہیں۔ غور کے بعد ہماری افساد طرازی پر بھی تنقید پر بندھیجے جاسکتے ہیں۔ جو اس نظریہ کے محبتہ کی بوٹی بوٹی نچ لینگے۔

قوم لوط اور  
اس کا خدا  
تک

(۱۰) ۱۹۶۹ء پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مئی آسمان سے ہوئی پرندوں سے نہیں ہوئی ابومیس کی عینی شہادت یوں ہے کہ  
ومن صنعہ یوم فیل الحجیش اذ کما لعلی ہنم  
وقد جعلوا سوطہ معولا اذ یجھوہ قفاہ کلمہ  
فارسل عن ربہم خاصب یلفہم مثل لف القمر  
ترجمہ: باغی کے دن خدا کی قدرت ظاہر ہوئی۔ کہ جناب اسے بڑھاتے چھپے بیٹھا تھا۔ اسکی آنکس اسکے اعضا پر چلتی۔ اور ناک بھی زخمی ہو گئی۔ تو انہوں نے گیتی کو کوڑا بنایا جب اس کو بڑھاتے تو گردن زخمی ہوتی۔ تو ان پر خاصب آندھی چلی جو ان کو خس و خاشاک کی طرح لپیٹ رہی تھی۔ (۲) صیفی بن عامر کی شہادت یوں ہے کہ

آندھی کی بنا پر  
شہادتیں

فلما اجازوا بطن نعمان را دھم  
ترجمہ: جب وہ مقام بطن نعمان سے بڑھے تو خدا کے لشکروں نے ساف اور خاصب کے درمیان ان کو واپس کر دیا (۳) لفیل بن حبیب کی شہادت یوں ہے کہ

حمدت اللہ اذ عایت طیرا - وحصب حجارۃ تلقی علینا

ترجمہ: میں نے خدا کا شکر یہ ادا کیا جب میں نے دیکھا کہ پرندیم پر پتھر پھینک رہے ہیں۔ اس موقع پر اور بھی اشعار نقل کئے ہیں جن میں دخی کا ذکر نہیں ہے۔ صرف کلام کو طول دینے کے لئے نقل کئے ہیں۔ اسکے بعد لفظ خاصب اور ساف سے استدلال یوں قائم کیا ہے کہ عربی میں یہ دونوں لفظ پرندوں کے لئے استعمال نہیں ہوتے بلکہ آندھی کیلئے

استعمال ہوتے ہیں جس میں گرد و غبار اور لنگریاں ہوں۔ چنانچہ قوم لوط پر جو آندھی چلی تھی وہ بھی حاصِب ہی تھی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کو بدوا بھی اسی لفظ سے دی تھی کہ ”اصحابِ حاصِب“ پتھر آندی ہے۔ اگر پھر ان کے حصوں میں گھس گئے تھے وہیں سب مرجاتے بھاگ کیوں گئے اور شاعر ذوالرمد کا بیان خبر سات میں گزر چکا ہے۔ کہ ابرہہ ضرب سنان سے مارا گیا تھا۔ اور تمام قرآن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ عذاب قوم لوط کی طرح تھا۔ اور ان شاعروں نے گوز کزنیں کیا کہ پرندوں نے ان کا گوشت کھایا تھا۔ مگر ان عباس وغیرہ کی شہادت مذکور الصدیں اسی امر کی تصریح موجود ہے اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جب فوج جاتی۔ تو لگدھیں بھی ساتھ ہولیتیں کہ مردوں کا گوشت کھائیں۔ چنانچہ نابغہ لکھتا ہے کہ

اذا ما غزوا بالجیش حلق فوق قسم  
عصائب طیر بھتدی بجمائب  
تواھن خلف القوم خرم عیونھا  
جلوس الشیخ خ فی ثیاب الارانب  
حلیح قد ایقن ان قبیلہ  
اذا ما اتقی الحبعان اول غالب

**ترجمہ** جب وہ لڑائی کو لشکر لے کر نکلے تو لگدھوں کی ڈاریں یکے بعد دیگرے ان کے سر پر اتر کر مارنے لگیں پھر اس کے بعد جب لشکر قیام کرتا۔ تو اس قوم کے پیچھے ترچی لگا کر سے ٹھیکر دیکھتیں۔ اور ایسی معلوم ہوتیں کہ پوئین پینر کیٹے ہیں۔ اور ان شکاری پرندوں کو یقین تھا کہ یہ فوج جب آئے سائے لڑائی تو سب سے پیچھے اس کو غلبہ حاصل ہوگا ابونواس کا شعر ہے کہ

تتاقی الطیر عند وقته  
ثقة بالشبح من جبرود

**ترجمہ** مدوح جب صبح کو میدان جنگ کی طرف بڑھتا ہے تو پرند اس امر کا یقین رکھ کر آتے ہیں کہ اس کی قربانی کا گوشت کھا کر پیٹ بھر لینگے۔ اب خیال کرو کہ جب ہاتھیوں کا گروہ سپید میدان میں بڑھا ہوگا۔ تو ضرور ہے کہ لگدھیں بھی انفرقیہ سے آگئی ہوں گی۔ بلکہ پیچھے سے ہی ہمر کا ب رہی ہوں گی۔ اور چونکہ اقوام سابقہ کی تباہی عام اسباب سے ہی ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں بھی یہی منظر پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ پرندوں نے تطہیر کا کام دیا تھا۔

**جواب** جناب کو اس افسانہ طراری میں بڑی شکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر حاصل کچھ نہ ہوا۔ کیونکہ انویس اور مصنی کی شہادت میں صاحب اور سکانہ کے لفظ موجود ہیں۔ چونکہ لڑیوں پر بھی بوسے جاتے ہیں۔ اور سیری شہادت نفیل میں تو صاف مذکور ہے کہ وہ لنگریوں سے خوف کھارہا تھا۔ اس لئے خواہ خواہ اس لفظ کو قوم لوط کے عذاب سے مثال کرنے کی خاطر آندھی کے معنی میں لینا صحیح نہ ہوگا۔ اور یہ خیال بھی صحیح نہیں۔ کہ اگر پرندوں نے لنگریاں ماری ہوتیں۔ تو کوئی نہ بچتا کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ ان کے اثر سے ان کے جسم پر چھپک پیدا ہوئی تھی۔ اور جناب خود ذوالرمد کا شعر نقل کر چکے ہیں کہ ابرہہ زندہ واپس چلا گیا تھا۔ تو اگر یہ عذاب قوم لوط کی طرح ہوتا۔ تو پرندوں کی ضرورت نہ ہوتی۔ بلکہ صرف آندھی ہی کافی تھی۔ اس کے بعد جو شاعر نے بخیل جناب نے پیش کیا ہے کہ لگدھیں لشکر کے ساتھ چلتی تھیں۔ اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ یہ ایک عام اور فطری اصول ہے۔ ورنہ غزوات اسلام میں ان کا بھی ذکر ضرور ہوتا۔ اندہ واقعہ بدر میں حضور علیہ السلام کو یہ وقت پیش نہ



آتی۔ کہ کفار مکہ کی لاشیں ایک خشک کنوئیں میں ڈلو اتے۔ اور اگر وہ شاعر تخیل صحیح بھی ہو۔ تو ساتھ ہی اسکے یہ بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ فاتح لشکر کے ساتھ چلتی تھیں۔ جیسا کہ ابو نواس اور نابغہ کے اشعار میں مذکور ہو چکا ہے۔ اور جس لشکر کے متعلق ان کو یقین ہوتا۔ کہ وہ مغلوب ہوگا۔ اس کے ہمراہ نہ چلتیں تو پھر ابرہہ کے ساتھ گدھیں افریقہ سے کیوں آگئی تھیں۔ کیا ان کو غلط الہام ہوا تھا۔ یا کیا کسی شاعر نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ مغلوب فوج کے ساتھ بھی گدھیں چلتی تھیں۔ بہر حال یہ شاعرانہ تخیل ہے۔ اس سے استدلال قائم نہیں ہو سکتا۔ بالفرض اگر ثابت ہو بھی جاوے تو جناب کے خود پہلے بیان کے مخالف ہے کہ وہ پرندہ جدہ کی طرت سے آئے تھے۔ جو کہ کاساحل ہے اور وہی قرین قیاس بھی ہے۔ اخیر میں جناب نے اپنے بیان کو انگریزی مصنفین کی طرح شکیتہ الفاظ میں ذکر کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب کو خود بھی اپنے اف نہ کا یقین نہیں ہے۔

موت غلہ نیک  
سے گدھوں  
کی ہر ای

(۱۱) ص ۸۲، ۸۳ ایک پشینگوئی کا ذکر کیا ہے جس سے جناب ایسے الفاظ کی تلاش میں نظر آئے ہیں۔ کہ جن میں گوشت اور پرندوں کا ذکر ہو۔ چنانچہ مکاشفہ یوحنا ص ۱۹ کا ذکر کرتے ہوئے اخیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت یوحنا نے حضور علیہ السلام کو ایک شہسوار کی شکل میں دیکھا تھا۔ جو پرندوں کو دعوت دیتا۔ کہ شکر کا گوشت کھاؤ، پھر کہتے ہیں کہ اس پشینگوئی کا کچھ حصہ حضور علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے واقعہ فیل سے بھی کچھ حلق رکھتا ہے۔

گوشت کی  
پشینگوئی

**جواب** بائبل کی یہ پشینگوئی کچھ اصل سی ہے۔ صحیح طور پر یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ شہسوار کون تھا۔ مگر تنہا تہ ضرور چلتا ہے کہ اس سوار نے اپنی سواری کے بعد پرندوں کی دعوت منظور فرمائی ہے۔ تو اگر یہ پشینگوئی حضور علیہ السلام کے متعلق ہو۔ تو اس کا تعلق براہ راست غزوات اسلامیہ سے ہوگا۔ بشرطیکہ یہ نظر انداز کیا جائے کہ غزوات اسلامیہ میں سب کی لاشیں کی جاتی تھیں نہ واقعہ فیل سے کہ ابھی حضور علیہ السلام پیدا ہی نہ ہوئے تھے ساتھ ہی یہ خیال بھی کر لینا ضروری ہے کہ عٹہ میں جناب نے یوں بیان دیا ہے کہ وہ پرندہ افریقہ سے آئے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ ابرہہ اپنے ہمراہ لایا تھا اور اٹ میں ذکر کرتے ہیں کہ وہ پرندہ عرب سے تعلق رکھتے تھے۔ قوم قریش کی طرت سے آئے تھے اس مخالف بیانی نے استدلال کا اور بھی ستیاناس کر دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**سودا میرزا** مؤلفہ حاجی حکیم ڈاکٹر محمد علی صاحب، اس رسالہ میں طبی دلائل اور مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا غلام محمد قادیانی نہ تھے، نہ مسیح نہ محمد نہ تھے نہ ولی۔ بلکہ مرض مایوگلیا کے مریض تھے۔ ان کے کل البانات اور دعاوی محض مرض مایوگلیا کے باعث تھے یہ رسالہ اب دوبارہ مع اضافہ کے طبع ہوا ہے۔ جس میں فاضل مولف نے میرزاؤں کی بعض تحریروں کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ قیمت پانچ آنہ (۵)

ملنے کا پتہ  
منہج شمس السلام بھیرہ (منجبا)

# بَابُ الْحَدِيثِ

(روضہ نبوی کی زیارت)

(۹) من حج البیت ولہ یزیر فی فقد جفانی رجب فی الضعفاء والدیلی عن ابن عمرو۔

کنز العمال جلد سوم ص ۲۵

(ترجمہ) ابن حبان اور ولیمی حدیث بیان کرتے ہیں کہ جس نے بیت اللہ کا حج کیا۔ اور میری زیارت نہ کی۔ تو اس نے مجھ پر جفا کی۔

(۱۰) من زارنی مینا کا تازانی حیاً ومن زار قبری وجبت لہ شفاعتی یوم القیامۃ وما من احد من امتی لہ سعة ثم لہ یزونی فلیس لہ عذر ثم رغب القلوب باب چارم ص ۲۵

(ترجمہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے میری زیارت کی بعد وفات کے گویا اس نے زیارت کی میری حالت حیات میں۔ اور جس نے میری قبر کی زیارت کی تو اس کے لئے میری شفاعت قیامت کے دن واجب ہو گئی۔ اور جو شخص میری امت میں سے مقتدرت رکھتا ہو میری زیارت نہ کرے تو اس کے واسطے کوئی عذر نہیں ہو گا۔ (۱۱) فمن صبر علی لاوائجھا وشد قفھا کانت لہ شفیعا وشہیداً یوم القیامۃ کر الزعمال جلد ششم ص ۲۵

(ترجمہ) حضرت عمر سے حدیث طویل میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص صبر کرے مدینہ کی سختی و شدت پر میں اس کا شفیع و گواہ ہو گا۔ قیامت کے دن۔ (انتہی)

(۱۲) من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیفعل فانی اشفع لمن یموت جہا رحمۃ حب

عن ابن عمر کنز العمال جلد ششم ص ۲۵

(ترجمہ) مسند امام احمد بن حنبل بن ماجہ صحیح ابن حبان میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو چاہیے کہ مرے تحقیق کو میں شفاعت کروں گا اس کی جو مدینہ میں مرے گا۔ (انتہی)

(۱۳) لا یصبر علی لاوائجھا وشد قفھا احد من امتی الا کانت لہ شفیعا وشہیداً یوم القیامۃ (ام ت عن ابی ہریرۃ) وعن ابن عمرو (رحمہ عن ابی سعید) کر الزعمال جلد ششم ص ۲۵

(ترجمہ) صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ مسند امام احمد بن حنبل کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص مدینہ کی سختی پر صبر کرے گا۔ قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کرنے والا اور گواہ ہو گا۔ (انتہی)

اس بارے میں کثرت احادیث وارد ہیں۔

۱۴۱) عن ابن الجوزاء قال قحط اهل المدينة قحطاً شديداً فاشتكوا الى عائشة رضيها فقالت انظروا اقبال النبي صلى الله عليه وسلم فاحبلوا منه كوى الى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقفاً ففعلوا فمطر وامطر حتى دبت العشب وسمعت الابل حتى تفتقت من الشحم فسمي عام الفتن روالا الدارمي شكرة كتاب الفتن باب الكرامات

ترجمہ ابو الجوزاء سے روایت ہے کہ قحط کئے گئے اہل مدینہ قحط سخت پس شکایت کئے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے (روایا غرض سے) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دیکھو قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پس کرو قبر شریف سے یعنی جھرو کی چھت سے روزن طرف آسمان کے درمیان چھت پس کیا لوگوں نے رجو اپنے فرمایا تھا۔ تو اہل مدینہ پانی برسائے گئے۔ ایسا پانی کہ گھاس اگی۔ اور فرہ ہو گئے اونٹ ہیاں تک کہ چربی سے چھٹ پڑے۔ تو وہ سال نام رکھا گیا سال فتنی راتھی،

قبر شریف سے استسفا در حقیقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنا ہے۔ مگر بے ادب فرقہ کے اعتقاد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ہم خیال صحابہ اور تابعین معاذ اللہ بدعتی اور شرک ٹھہرتے ہیں۔ مگر ان کو کیا پروا ہے ان کا اتنی سیما اور ابن تیمیہ راضی نہیں۔ بس ان کی رضامندی ہی انکو کافی ہے۔ فعوذ بالله من هذا العقيدة

## اطلاع

خاکساری مذہب، زیر ترتیب ہے۔ یہ سلسلہ کم از کم گیارہ نمبروں پر ختم ہو گا ہر نمبر کے ہر ایک نسخہ کی قیمت صرف ایک پیسہ ہوگی۔ ایک صد نسخہ ڈیڑھ روپیہ میں دیا جائیگا۔ علاوہ ان میں خاکساری فتنہ، مولفہ پیرزادہ محمد بہاؤ الحق صاحب قاسمی کا چوتھا ایڈیشن

نہیں جاری۔ اور شرقتی فتنہ کے متعلق علمائے کرام کے فتاویٰ بھی زیر طبع ہیں۔

دور حاضر کے جمیع فتن کی تردید اور مذہب مقدس اسلام کے تحفظ کیلئے جریدہ شمس الاسلام کا اجرا عمل میں آیا تھا۔ افسوس ہے کہ ہمارے حنفی بھائی پریس کی طاقت سے بے خبر ہیں کوئی تحریک کسی ترجمان کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی جریدہ کی توسیع اشاعت کیلئے جلسہ سہ روزانہ ملت کو اپنی کامل توجہ مبذول کرنی چاہیے۔ جہاں آپ کے خدام کو اسلام کی ستر بندی کیلئے اپنا خون بائے پر آمادہ ہیں۔ وہاں آپ سے صرف ڈیڑھ روپیہ سالانہ کی بھی قسربانی نہیں ہو سکتی۔ خدا اجر دہ کے استحکام کیلئے جلدی توجہ فرمائیں۔ (وما علینا الا البلاغ)

جن حضرات کی میاد خریدی اس سال کیا ختم ہوئی؟ وہ حضرات پہلے صفحہ کے نیچے شرح نشان ملاحظہ فرمائیں۔

تاریخ و عبرت

## ایمان کا داکو

اسحاق انحرس ملکِ خرب کارہنے والا تھا۔ اہل عرب کی اصطلاح میں مغرب شمالی افریقہ کے اس حصہ کا نام ہے جس میں مراکش، تونس، الجزائر وغیرہ ممالک داخل ہیں۔ اسحاق ۱۳۵۵ء میں اصغمان میں ظاہر ہوا۔ ان ایام میں ممالک اسلامیہ پر خلیفہ سلف عباسی کاچیم اقبال لہر رہا تھا۔ اہل سیر نے اس کی قریب آرائی کی عجیب کیفیت بیان کی ہے۔ اسحاق نے پہلے تو صحف آسمانی قرآن، توراۃ، انجیل، اور زبور کی تعلیم پوری طرح حاصل کی۔ پھر علوم رسمیہ کی تکمیل کی۔ پھر زمانہ دراز تک مختلف زبانیں سیکھتا رہا۔ اس کے بعد مختلف قسم کی صنایعوں اور شعبہ ہایوں میں مہارت پیدا کر لی۔ اور جب ہر طرح سے بالکمال اور بالغ النظر ہو چکا تو اصغمان میں آیا۔ اور ایک عربی مدرسہ میں قیام کیا۔ اور میں کی ایک تنگ تواریک کوٹھڑی میں کامل دس سال تک گوشہ تنہائی میں گزارا۔ یہاں اس نے اپنی زبان پر ایسی مہر سکوت لگائے رکھی کہ شخص اسے گونگا لگتین کرتا تھا۔ اس شخص نے اپنی نام نہاد جہالت و بے علمی اور تصنع آمیز عدم گویائی کو اس ثبات و استقلال کے ساتھ نبایا۔ کہ دس سال کی طویل مدت میں کسی کو وہم و گمان نہ ہوا۔ کہ اسکی زبان کو بھی قوت گویائی سے کچھ حصہ ملا ہے۔ یہ شخص ایک علامہ دہر اور بکتائے روزگار ہے۔ اسی بنیادیہ انحرس یعنی گونگے کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ یہ ہمیشہ اشاروں سے اظہار مدعا کرتا تھا۔ قریباً ہر شخص سے اس کا رابطہ مودت و شناسائی قائم تھا۔ کوئی بڑا یا چھوٹا ایسا نہ ہو گا جو اس کے ساتھ اشاروں یا کنایوں سے گفتگو نہ کرے کہ قفر مزج طبع نہ کرتا ہو۔ اتنی صبر آزما مدت گزار لینے کے بعد آخر وہ وقت آ گیا۔ جبکہ وہ مہر سکوت توڑ دے اور کشورِ قلوب پر اپنی قابلیت اور فطن گویائی کا سکھ بٹھا دے۔

اسی دوران میں اسحاق نے نہایت رازداری کے ساتھ ایک نہایت نفیس قسم کا رن تیار کیا۔ اس رن میں یہ صفت چھٹی کر اگر کوئی شخص اسے چہرے پر مل لے تو اس درجہ حسن و تجلی پیدا ہو کہ کوئی شخص شدت انوار سے اسے نورانی طلعت کے دیکھنے کی تاب نہ لاسکے۔ اسی کے ساتھ اس نے خاص قسم کی دو رنگدار شمعیں بھی تیار کر لیں۔ اسکے بعد جبکہ تمام لوگ محو خواب و استراحت تھے اس نے وہ رن اپنے چہرہ پر ملا اور شمعیں جلا کر سامنے رکھ دیں جنکی روشنی سے اسکے چہرہ میں ایسی دھنائی و لغزہ اور چمک دک پیدا ہوئی۔ کہ آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں اس کے بعد اس نے اس زور زور سے چیخنا شروع کیا یہاں تک کہ مدرسہ کے تمام مکین جاگ اٹھے۔ جب لوگ اسکے پاس آئے تو وہ اٹکل نماز میں مشغول ہو گیا اور ایسی خوش الحانی اور تجوید کے ساتھ آواز بلندیں قرآن پڑھنے لگا۔ کہ بڑے بڑے قاری عیش و عش کرنے لگے۔

جب مدرسہ کے معلمین اور طلبہ نے دیکھا۔ کہ ایک ماذر ادو گونگا باتیں کر رہا ہے اور قوت گویائی کے ساتھ اسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور فطرۃ و تجوید کا کمال بھی بخش گیا ہے اور اسکے علاوہ اس کا چہرہ ایسا دھنشاں ہے کہ نگاہ نہیں

کھڑھ سکتی تو وہ سخت حیرت زدہ ہوئے اور صدر مدرس صاحب تو بالکل تو اسے غفلت کھو بیٹھے۔

صدر مدرس صاحب جس درجہ علم و عمل اور اصلاح و تقویٰ میں عظیم المثال تھے۔ اسی قدر اہل زمانہ کی عیاریوں و آفتابا اور نہایت سادہ لوح و واقع ہوئے تھے وہ بڑی خوش اعتقادی سے فرمانے لگے کہ اچھا ہوا اگر عالم شہر بھی خدا کے قادر و توانا کے اس کرشمہ قدرت کا مشاہدہ کر سکیں؟ اب اہل مدرسہ نے صدر مدرس صاحب کی قیادت میں اس غرض سے شہر کا رخ کیا۔ کہ اہمیان شہر کو بھی خداوند عالم کی قدرت قاسرہ کا جلوہ دکھائیں بشہر نپاہ کے دروازہ پر آئے تو اسکو متفضل پایا۔ چانی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہے۔ ان لوگوں پر خوش اعتقادی اور گرجو شجی کا بھوت اس درجہ سوار تھا کہ شہر کا متفضل دروازہ اور اس کی سنگین دیواریں بھی ان کی راڈیں حائل نہ ہو سکیں کسی نہ کسی تدبیر سے شہر میں داخل ہو گئے اب صدر مدرس صاحب تو آگے آگے جا رہے تھے اور دوسرے مولوی صاحبان اور ان کے تلامذہ پیچھے پیچھے سب سے پہلے قاضی شہر کے مکان پر پونچھے قاضی صاحب رات کیوقت اس خیر معمولی اژدحام اور اس کی شور و بکار سنکر مضطربانہ گھر سے نکلے اور باہر دریافت فرمایا۔ بھئیسی سے قاضی صاحب بھی سپرائسہ خرد و دروازہ نشینی سے عاری تھے۔ انہوں نے بھی آؤ دیکھنا نہ ناؤ۔ سب مجمع کو ساتھ لے کر بھٹ وزیر اعظم کے در دولت پر جا پہنچے۔ اور دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا۔ وزیر باتدبیر نے ان کی رام کہانی سنکر کہا کہ ابھی رات کا وقت ہے آپ لوگ جا کر اپنی اپنی جگہ آرام کریں۔ دن کو دیکھا جائیگا۔ کہ اسی بزرگ ہستی کی عظمت و شان کے مطابق کیا کارروائی مناسب ہوگی۔ غرض شہر میں ہلچل مچ گیا۔ باوجود غلٹ شب کے لوگ جوق در جوق چلے آ رہے تھے۔ اور خوش اعتقادوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ قاضی صاحب چند روز سا شہر کو ساتھ لے کر اس بزرگ ہستی کا جمال مبارک دیکھنے کیلئے مدرسہ میں آئے مگر دروازہ کو متفضل پایا۔ اسحاق اندر ہی براجمیان تھا۔ قاضی صاحب نے نیچے سے پکار کر کہا، حضرت والا آپ کو اسی خدا کے ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو اس کرامت اور منصب جلیل سے نوازا ہے۔ ذرا دروازہ کھولئے اور شستا قان جمال کو شربت دیدار سے مشرقت فرمائیے یہ سنکر اسحاق بول اٹھا۔ اے تغل کھل جا۔ اور ساتھ ہی کسی حکمت علی سے کبھی کے بغیر تغل کھول دیا تغل کے گرنے کی آواز سن کر لوگوں کی خوش اعتقادی اور بھی دو آتشہ ہو گئی۔ لوگ بزرگ کے رعب سے ترساں و لرزاں تھے۔ دروازہ کھولنے پر سب لوگ اسحاق کے روبرو نہایت موڈ ہو کر جا بیٹھے۔ قاضی صاحب نے نیاز مندانہ لہجہ میں التماس کی کہ حضور والا اسرار شہر اس قدرت خداوندی پر تحسیر ہے۔ اگر حقیقت حال کا چہرہ کسی قدر بے نقاب فرمایا جائے تو بڑی نوازش ہوگی۔

## اسحاق کا بیان

اسحاق جو اس وقت کا پہلے سے منفرد تھا۔ نہایت ریاکارانہ لہجہ میں بولا کہ چالیس روز پیشتر ہی فیضان کے کچھ بھائیا نظر آنے لگے تھے۔ آخر وہ بدن القائے ربانی کا سر شیشہ دل میں موجیں مارنے لگا حتیٰ کہ آج کی رات خدا کے قدوس نے اپنے



فضل مخصوص سے اس عاجز پر علم و عمل کی وہ راہیں کھول دیں کہ مجھ سے پہلے لاکھوں رہبروں منزل اس خیال کے تصور سے بھی محروم رہے تھے۔ اور وہ اسرار و حقائق منکشف فرمائے کہ جن کا زبان پر لانا مذہب طریقت میں ممنوع ہے البتہ مختصر اتنا کہنے کا مجاز ہوں۔ کہ آج رات دو فرشتے خوش کوثر کا پانی لے کر میرے پاس آئے مجھے اپنے ہاتھ غسے غسل دیا۔ اور کہنے لگے السلام علیک یا نبی اللہ مجھے جواب میں اہل ہوا۔ اور گھبراہ۔ کہ واللہ اعلم کیا ابتلا ہے۔ ایک فرشتہ زبان فصیح یوں گویا ہوا۔ یا نبی اللہ اخلق خالق باسم اللہ الازلی اے اللہ کے نبی! بسم اللہ کہہ کر فراموش نہ تو کھولے میں نے منہ کھول دیا۔ اور دل میں بسم اللہ الازلی کا ورد کرتا رہا۔ فرشتہ نے ایک سفید سی چیز میرے منہ پر رکھی۔ یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چیز کیا تھی۔ البتہ اتنا جانتا ہوں کہ وہ شہد سے زیادہ شیریں۔ مشک سے زیادہ خوشبودار اور برف سے زیادہ سرد تھی۔ اس نعمت خداوندی کا خلق سے انزنا تھا۔ کہ میری زبان گویا ہو گئی۔ اور منہ سے یہ کلمہ نکلا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللہِ یہ سن کر فرشتوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تم بھی رسول ہو۔ میں نے کہا میرے دوستو! تم یہ کیسی بات کہہ رہے ہو؟ مجھے اس سے سخت ندامت ہے بلکہ میں تو عرقِ خیالت میں ڈوبا جاتا ہوں۔ فرشتے کہنے لگے خدا نے قدوس نے تمہیں اس قوم کیلئے نبی مبعوث فرمایا۔ میں نے کہا کہ خیاب باری نے توسیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام روحی فداہ کو خاتم الانبیا قرار دیا ہے۔ اور آپ کی ذات اقدس پر نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے تداکر دیا ہے۔ اب میری نبوت کیا معنی رکھتی ہے؟ کہنے لگے درست ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور تمہاری بالاتباع اور ظلی و بروری ہے معلوم ہوتا ہے کہ میرا میں نے انقطاع نبوت کے بعد ظلی اور بروری نبوت کا ڈھکوسلا اسی اسحاق سے اڑایا ہے ورنہ قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین میں اس چیز کا کہیں وجود نہیں۔ بلکہ خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو امر خلافت میں جناب بارون علیہ السلام سے جو ایک غیر شرعی اور تابعی نبی تھے۔ تشبیہ دے کر آئندہ کے لئے ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب ظلی اور بروری نبوتوں کا افسانہ محض شیطانی اغوائے۔

## اسحاق کے معجزات

اس کے بعد اسحاق نے حاضرین سے بیان کیا۔ کہ جب ملائکہ نے مجھے ظلی اور بروری نبوت کا منصب تفویض فرمایا۔ تو میں اپنی معذوری ظاہر کرنے لگا۔ اور کہا دوستو! میرے لئے نبوت کا دعوے بہت ہی مشکلات سے لبریز ہے۔ کیونکہ بڑے معجزہ نہ رکھنے کے کوئی شخص میری تصدیق نہ کرے گا۔ فرشتوں نے کہا وہ قادر مطلق جس نے زمین کو نکال کر کے تسکیم اور فصیح و بلیغ بنا دیا۔ وہ خود لوگوں کے دلوں میں تمہاری تصدیق کا جذبہ پیدا کرے گا۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان تمہاری تصدیق کے لئے جمع ہو جائینگے۔ لیکن میں نے ایسی خشک نبوت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور اس بات پر مصر ہو کر گویا نہ کوئی معجزہ ضرور چاہیئے۔ جب میرا اصرار حد سے گذر گیا۔ تو فرشتے کہنے لگے۔ اچھا معجزات بھی لیجئے۔ جتنی آسمانی کتابیں

انبیا پر نازل ہوئیں۔ بہتیں ان سب کا علم دیا گیا مزید براں کئی ایک زبانیں اور کئی قسم کے رسم الخط بہتیں عطا کئے اس کے بعد فرشتے پہنچے لگے کہ قرآن پڑھو۔ میں نے جس ترتیب سے قرآن نازل ہوا تھا۔ پڑھ کر سنا دیا۔ انجیل پڑھائی وہ بھی سنا دی۔ پھر نورانہ فر پور اور دوسرے آسمانی صحیفے پڑھنے کو کہا وہ بھی سنا دئے۔ مگر میرے قلب منور پر جو ان کتب مقدسہ کا القاء ہوا اس میں سے کسی تحریف، تصحیف اور اختلاف قرعہ کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ بلکہ جس طرح ان کی تنزیل ہوئی تھی۔ اسی طرح یہ بے کم و کاست میرے دل پر القاء کی گئیں۔ چنانچہ فرشتوں نے فوراً اسکی تصدیق کر دی ملائکہ نے صحیفہ مسموئہ کی قرعہ سن کر محمد سے کہا قہر فاذن الناس اب کمر محبت باندھو۔ اور لوگوں کو غدا ابھی سے ڈراؤ۔ یہ کہ فرشتے رخصت ہو گئے۔ اور میں جھٹ نماز اور ذکر الہی میں مصروف ہو گیا۔ آج رات سے جن انوار تجلیات کا میرے دل پر چوم ہے زبان اسکی شرح سے قاصر رہے غالباً ان انوار کے کچھ آثار میرے چہرے پر نمایاں ہو گئے۔ یہ تو میری سرگزشت تھی۔ اب میں تم لوگوں کو متنبہ کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو شخص خدا پر محبت علیہ وسلم پر اور محمد پر ایمان لایا۔ اس نے فلاح و رستگاری پائی۔ اور جس نے میری نبوت سے انکار کیا۔ اس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بیکار کر دیا۔ ایسا منکر ابد الابد جہنم کا امین بن جا رہا ہے گا۔

عوام کا معمول ہے کہ جو نبی نفس امارہ کے کسی پکاری نے اپنے دجالی تقدس کی دُغلی بھائی شروع کی اس پر روانہ کرنے لگے۔ اسحاق کی تفسیر میں کہ عوام کا پائے اطمینان ڈنگ لایا۔ اور ہزار ہا آدمی نقد ایمان اسکی نظر کر بیٹھے۔ مگر جن لوگوں کا دل نور ایمان سے متجلی تھا وہ بیزار ہو کر چلے گئے عاملین شریعت نے کم کر دکان راہ کو ہتیرا سمجھا کہ افسوس وصال کہ اب اور سبزیں دین و ایمان ہے۔ لیکن عقیدت مندوں کی خوش اعتقادی میں درافرق نہ آیا۔ بلکہ جوں جوں علمائے حق انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے تھے ان کا جنون خوش اعتقادی اور زیادہ بڑھتا تھا آخر اس شخص کی قوت و جہت بیان تک ترقی کر گئی۔ کہ اسکے دل میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ چنانچہ اس نے خلیفہ ابو جعفر عباسی کے عال کو قہور و مغلوب کر کے لہرہ، عمان اور ان کے توابع پر قبضہ کر لیا۔ بڑے بڑے معرکے ہوئے۔ آخر عساکر خلافت مظفر و منصور ہوئے۔ اور اسحاق مارا گیا۔ کہتے ہیں کہ اسکے پیرو اب تک عمان میں پائے جاتے ہیں۔

(ماخوذ)

علمی، ادبی، اخلاقی، تفریحی، صنعتی، تجارتی، مجلہ ماہنامہ

سالانہ چندہ ایک روپیہ ————— نمونہ مفت منگوائیے،

ناظم مجلہ ”نور“ جالندھر شہر

”نور“

تحقیقی المسائل

## فتاویٰ قاسمیہ

## بَابُ الْوَلِيِّ وَالْكَفُو

**مسئلہ** مستفتی کا بیان ہے کہ ایک لڑکی صغیرہ ہے اور اس کے متعلقین میں سے ایک چچی ایک ماموں، ایک خالہ اور اس کے والد کے دو عم زاد بھائی موجود ہیں۔ پس اس صورت میں صغیرہ مذکور کے والد کے عم زاد بھائی ولی فی النکاح ہیں کیونکہ وہ عصبہ ہیں۔ ماموں اور خالہ ذوی الارحام میں سے ہیں جن کی ولایت عصابات کی ولایت سے متاخر ہے اور چچی کو کسی قسم کا حق حاصل نہیں کیونکہ نہ عصابات میں سے ہے نہ ذوی الارحام سے صغیرہ کے والد کے عم زاد بھائی اس کا جس جگہ نکاح کر دینگے جائز ہوگا۔ کوئی دوسرا رشتہ دار اس کو جائز رکھے یا نہ رکھے۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک ولایت کے حق میں مستقل ہے ان میں سے جو پہلے نکاح کر دیا وہی جائز ٹھہرے گا۔ دوسرا اس کو فسخ نہیں کر سکیگا۔ تنقیح الفتاویٰ الحامیہ میں ہے۔ "اذا اجتمع فی الصغیر والصغیرۃ ولیان فی الدراجۃ علی السواء فزوج احدهما جاز اجاز الآخر وفسخ" (باب العدة خراول)

تنبیہ رہن در مختار میں لکھا ہے "فرضی البعض کالکل" (باب الولی)

نہ

حضرت علامہ مولانا مفتی پیر غلام رسول انجمنی القاسمی القاسمی (قدس سرہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بچہ اور بے نماز شخص کا نکاح ایک نیک چلن اور شریف لڑکی کے ساتھ ہوا۔ قبل از نکاح صاحب دفتر سے فاطمہ کا نیک چلن پوچھا گیا۔ اس دھوکہ میں آکر ولی مخطوبہ نے اپنی مذکورہ لڑکی کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔ بعد از نکاح معلوم ہوا کہ نکاح بچہ بے نماز ہے۔ پس اس صورت میں لڑکی یا اس کے والد کو فسخ نکاح کا شرعاً اختیار ہے یا نہیں؟

**جواب** اس صورت میں تیار آنکہ فاسق صالحہ کا کفو نہیں منکوحہ مذکورہ اور اس کے والد کو نکاح فسخ کرانے کا شرعاً حق و اختیار حاصل ہے، رد المختار میں لکھا ہے :-

لو انتسب الزوج لهما فبای غیر ذنبہ فان ظہر دونه وهو لیس بکفو فحق الفسخ نکاحاً للکل الخ (باب الکفاۃ جلد ثانی ص ۴۲)

در مختار میں ہے "و اما والیہ ہنس انما لہ تزوجتہ علی انہ حر و سنی و قادر علی المعی و النفقۃ فبان خلافہ او علی انہ فلان ابن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار لفظیاً صاحب رد المختار نے قول رد مختار کا انکار کیا ہے کیونکہ اختیار فسخ کی علت عدم کفاۃ کو قرار دیا ہے فرمایا ائی عدم الکفاۃ، پس جب صورت نکاح

میں سے کم کفاۃ بنتی ہے۔ تو مذکورہ اور اس کے والد اختیار فسخ کا حق رکھتا ہے۔ ہذا نکاح فسخی ہے۔ علامہ مولانا مفتی پیر غلام رسول انجمنی القاسمی القاسمی (قدس سرہ)

# آنکھ اور کان کا جھگڑا

(از مولوی عبدالقادر صائغ ہزاروی)

خداوند کریم کے احسانات و انعامات حسیقہ و حریفانہ انسان کے شامل حال ہیں۔ ان سب کا شکریہ تو کجا شمار بھی احاطہ انسانی سے غیر ممکن و محال ہے۔ باری تعالیٰ عز و جل مجاہدہ کا ارشاد ہے: اِنْ تَحَدَّ وَانْفَعَهُ اللّٰهُ لَا يَخْتَصِمُ لَهَا اَنْفَكُ الْعَنَاتِ الٰہِیَہِ کی تعداد سے ہمتاری قدرت سراسر عاجز و قاصر ہے مثلاً ایک سانس پر غور کرو کہ اندھا بنا ہے تو باہر کی نفیس و خوشبودار و تر و تازہ ہوائے کر جاتا ہے جب تک اندر رہتا ہے مہجیات ثابت ہوتا ہے۔ اور زندگی متیقن ہوتی ہے اور وہی سانس جب باہر آتا ہے تو مفرج ذات یعنی اندر کی تمام گندگی بد و بعضین دور کر کے طبعیت کو نہال کر دیتا ہے گویا ایک سانس لینے سے ہمیں دو طرح کی نعمتیں حاصل ہیں اور ہر نعمت پر خدا کا شکر واجب ہے جسکے ادا کرنے سے ہم عاجز و قاصر ہیں۔ سعدی سر جو لم سی زور نعمت اور قصور شکر سے متاثر ہو کر فرماتے ہیں:۔

از دست و زبان کہ بر آید - کہ عمدہ شکرش بدر آید - نبدہاں بہ کہ ز تقصیر خویش - غدر بدر گاہ خدا آورد  
سعدی مرحوم کے علاوہ کسی اور بزرگ نے اسی مضمون کو نہایت مختصر مگر جامع انداز میں ادا کیا ہے جسکے ذیل الفاظ میں  
شکر نعمت ہائے تو چند آنکھ نغمائے تو غدر تقصیرات با چند آنکھ تقصیرات ما  
آج جس نعمت کے بیان کے لئے قلم کو حرکت دی جاتی ہے وہ کان اور آنکھ ہیں کان ایک دن آنکھ پر اپنی فضیلت بیان کرنے لگا۔

**کان** - خداوند نعمتوں میں سے آنکھ بڑی نعمت ہے اس کی نزاکت اس کی ناز و ادا اس کے عشوہ و کرشمہ دیکھ کر ایسا کیا کرنا ہوگا کہ واقعی آنکھ بڑی بے عدل و بے شیل اور محدود النظیر چیز ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میری ہستی کے اندر قدرت نے جو جو کمالات و ولایت کر رکھے ہیں یا جس قدر میں حضرت انسان کی خدمت کرتا ہوں آنکھ اس سے بدرجہا قاصر و قاصر ہے اور یہ محض لاف و گزاف ہی نہیں بلکہ اس دعوے پر خدا کے فضل و کرم سے ہر قسم کے عقلی و نقلی دلائل میرے پاس موجود ہیں۔ قرآن مجید کو شروع سے آخر تک غور سے دیکھو جہاں کہیں بھی کان اور آنکھ کا ذکر آیا ہے ہر جگہ کان کو مقدم کیا گیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو ختمہ اللہ علیٰ قلوبہم و علیٰ سمعہم و علیٰ ابصارہم غشاوۃ - اِنْ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ کُلَّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْکُوۡلاً اس کے علاوہ یہ بات بھی میری فضیلت پر برہان باہرہ اور حجت قاسرہ سے کم نہیں کہ عدم بصیرت انبیاء کرام کے حق میں جائز رکھا گیا۔ مثلاً شعیب و یعقوب علیہما السلام مگر کوئی پیغمبر بھی ایسا نہیں ہوا جو کان سے بہرہ اور قوت سامعہ سے بے بہرہ ہو۔ اور ایسا پو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ شان نبوت یہ ہے کہ تعلیمات الہیہ ذہن نشین کر لینے کے بعد بقیہ خدا کا بچھپے

اپنا فرض منصبی باحسن وجہ پورا کرے اور جو شخص آپ ہی نہ سن سکے وہ دوسروں تک پہنچائے گا تو کیا تبلیغ کرے گا۔ تو کس چیز کی؟ اور یہ کچھ خاصہ نبوت ہی نہیں بلکہ انسان بحیثیت انسان ہونے کے اپنے تمام اپنائے جنس یعنی جملہ حیوانات سے ممتاز ہے اور اس کا طغرائے امتیاز صرف نطق و کلام ہی ہیں اور اس مابہ الامتیاز (نطق) سے افادہ و استفادہ اگر کر سکتی ہے تو وہ صرف قوتِ سامعہ ہی ہے باقی رہی قوتِ باصرہ سو وہ تو انوان و اشکال ہی معلوم کرتی ہے جس میں انسان و باقی حیوان برابر و یکساں ہیں۔ علاوہ ازیں آنکھ اگر انسان کو مطلع کرتی ہے تو صرف سامنے یا معمولی طور پر دائیں بائیں جواب سے اور میں (رکان) حضرت انسان کی حیاتِ سنہ سے یکساں خدمت بجالاتا ہوں۔ مجھے ایک دفعہ کا واقعہ یاد ہے جبکہ آنجناب تحت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں علامہ سراقبال نے اپنی معرکہ الآرا نظم طلوع اسلام ٹپسی جب اس شعر پر پہنچے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا  
لیا جا گیا نتیجہ سے کام دینا کی امانت کا  
تو خوبی مضنون نے عجیب سماں پیدا کر دیا۔ اکابر قوم عیش عیش کر رہے اور مردھن رہے تھے۔ قدردان حضرات نے سو سو روپیہ پر اس نظم کی ایک ایک کاپی خریدی۔ اس سرچرکان میں (رکان) نے حضرت انسان کے خزانہ معلومات میں اضافہ کیا۔ مگر ذرا آنکھ بھی تباہ۔ کہ اس نے وہاں شہرت و امنہ میں سینکڑوں لپٹوں کے سچے کیا دیکھا۔ اور انسان کے خزانہ معلومات میں کیا اضافہ کیا۔ آنکھ نے یہ تمام تقریر بڑی بے چینی سے سنی۔ تمام وجود میں ریشہ پڑ گیا۔ سر ہن مو سے غیظ و غضب کے قوارے چلنے لگے شدتِ غصہ کے باعث لکنت بھری زبان کام دینے سے بے کاٹھی۔ مگر چونکہ اس قسم کے نفاذ و مفاہیت حاد کے مقابلہ میں خاموشی مرد میدان کے لئے ناقابلِ برداشت ہے لہذا واحلل عقد کا

من انسان کی استدعا کرتی ہوئی یوں گویا ہوئی۔

آنکھ حضرت امیرے بھائی کان نے جو کچھ کہا آپ نے سب سنا انھوں صداقت کو ہاتھ سے نہ دیا ہوتا۔ تو میں بھی اسکی ہنواؤں و ہنسیوں۔ مگر اس نے تو اپنی تعریف کو تکبر و سرکشی کی حد تک پہنچا کر مذمت و چوٹا دیا۔ کیونکہ ارشاد باری ہے۔ کہ عظمت و کبرائی میری چادر و ازار میں جو کوئی ان دو باتوں میں مجھ سے اچھے گا میں اسے اٹا کر کے داخل جہنم کروں گا میرے بھائی کان نے تقدیم فی الذکر کو اپنے لئے معیار شرافت و فضیلت قرار دیا حالانکہ لقیہم موجب فضیلت ہرگز نہیں بلکہ مقام تو میں میں بالخصوص نشانِ زوال و ذلت ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ملا خط ہو گا ہیستوی اصحاب النار و اصحاب الجنة کیا اس تقدیم سے اہل جہنم کی ختنی لوگوں پر فضیلت ثابت ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں! دوسرا میرے بھائی نے جہاتِ ستہ سے آواز محسوس کرنے پر اظہارِ عجب کیا۔ اور یہ نہ خیال فرمایا کہ میل بھر کے دورِ فاصلہ سے آواز آئے تو کان بے کار ہوتا ہے مگر میں آنکھ زمین و آسمان کے مصنوعاتِ قدرت و دیگر عجائباتِ حضرت انسان کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ علامہ اقبال کے ایک شعر پر اترتا ہے اور معلوم نہیں کہ شہزادہ و ملکہ کی مند و ستان میں تشریف آوری ہوا کی بارگاہ کے وسیع میدان میں مناظرِ قدرت و دیگر مصنوعاتِ ممالک کی عام نمائش کی گئی تو وہاں اس نے



توپوں کی گرج بدار اور بھاری آواز کے سوا کیا معلوم کیا۔ لاہور کے عجائب گھر میں متعدد مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اس شخصہ خوشاں سے کانِ مطلقاً بے بہرہ واپس آتا ہے مگر آنکھ و ماں کیا کیا قدرتی مصنوعات کے علاوہ مختلف ممالک کے کاریگروں کی بنی ہوئی اشیاء دیکھتی ہے جن کے نقوش و یکھیکر سپید خاک ہو جانے والے کاریگروں کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے تو بے ساختہ زبان سے یہی نکلتا ہے کہ ۷

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی کہے دیتی ہے شوخی نقشِ یاس کی

ایک مجسٹریٹ کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوتا ہے۔ اس مقدمہ کے گواہ بڑے زور سے حاکم مذکور کے کانوں کو قیدیں دلاتے ہیں۔ کہ فلاں فریق کی جانب اور جادہ صداقت پر قائم ہے۔ مگر ان سموعہ شہادت کے تمام طومار محض بے کار رہ جاتے ہیں جبکہ اسی حاکم کی آنکھ نے اس کے برخلاف شہادت دے دی ہو۔ اس وقت حجابی لوگوں کا یہی فیصلہ ہوتا ہے، "کیس ورائے العیان بیان" اور شیرازی بھی یہی کہتے ہیں "عیان را چہ بیان" اعیان دانش کے دربار عالی میں جب آنکھ اور کان اپنی اپنے بیان لے کر حاضر ہوتے ہیں۔ تو قوت ذاتی کرنے والے منکر الذکر کو "رشتیدہ کے بود مانند دیدہ"، کہہ کر مٹو و مردود کر کے باہر نکالا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں میری پیدائش پر غور کی جائے کہ کس نزاکت سے سات پر دے ایک دوسرے کے اوپر چڑھا گئے ہیں۔ پھر آنکھ کو خشکی سے بچانے کے لئے رطوبات اس میں رکھ کر آنکھ کو اوپر نیچے دائیں بائیں حرکت دینے کیلئے چھوڑ چھوڑے اسپرنگ دار پرزے لگائے گئے ہیں۔ پوچھا کی سیاحتی کے رد گرد سفیدی کس قرینہ سے رکھ کر عین سیاحتی کے اندر نورانیت کا چھوٹا سا جو کس لطافت سے نکلیا گیا ہے۔ بھلا اسنے انانات و احسانات سے تیار ہونے والی چیز قابل توقیت و فضیلت ہے یا کہ کان، جب کمال حد تک نامتصور ہو تو کھینچنے والی جان تک کا ذرہ دیکھ لو اور بس! آنکھ کے یہ الفاظ سن کر کان بھی آپے سے باہر ہونے لگا۔

کان - پس بی بی بس! اصلی بات جو میں نے کہی تھی اس کا جواب دے نہیں سکی۔ اور ادھر ادھر کی اڑ رہی ہے۔ مجھے اپنے الفاظ پھر دہرائے پڑے میرا مدعا یہ تھا کہ کان افضل میں آنکھ سے دلیل یہ کہ عدم بصرا انبیاء کے حق میں قدرت نے پائز رکھا۔ مثلاً شعیب ایتقوب علیہا السلام مگر کوئی بنی ادیان میں ہوا جان سے بہرا اور قوت سامعہ سے بے بہرہ ہو گیا کہ نبوت کا فرض منصبی یہ ہے کہ احکام الہی وحی سے سنکر مخلوق کو بتائے۔ اور مقرر ضمین کے اعتراض سنکر انکو تسلی بخش جواب دے انبیاء کرام کے علاوہ دنیا میں ایسا کوئی شخص شاذ و نادر ہی آپ کو ملے گا۔ کہ کان سے بہرہ ہو اور پھر فاضل بھی ہو۔ اسکے برخلاف کئی نابینا فاضل ہوئے ہیں۔ چنانچہ محرم السطور کے زیر نظر اس وقت ابوالعلاء مہرعی نامی ایک شخص ہے جو تین سال کی عمر میں مرض چیچک سے نابینا ہو گیا تھا۔ کتاب بی، اے کو رس مطبوعہ لاہور ۱۹۲۰ء کو دیکھئے اس شخص نے اپنے احباب کو جو خطوط لکھے، باقی نظیں اور قصیدے آپ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اسان عرب کے اندر یہ شخص کس قدر قادر الکلام اور ادبی کمالات میں کتنا بے نظیر انسان گذرا ہے علاوہ ازیں انبیاء کرام کو عموماً اور نبی علیہ السلام

# ایک گمراہ پیر کے کارنامے

علاقہ ہزارہ کے خوش بیان اور مشہور واعظ مولانا سید محمود شاہ صاحب ہزاروی مرحوم نے اپنے زمانہ میں پنجاب کے اکثر اضلاع میں بدعات و رسوم بد کا قلع قمع کیا تھا۔ اسی لئے ان کے کارنامے آج تک مشہور ہیں۔ ان کے صاحبزادے مولانا سید احمد شاہ صاحب بھی اچھے مقرر ہیں اور سنا جاتا ہے کہ صحیح العقیدہ اور خالص سنی و حنفی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حزب الانصار کے تبلیغی وفد کے دورہ کے موقع پر سرسائے صاحب ضلع ہزارہ میں سید احمد شاہ صاحب کے فرزند اور مولانا محمود شاہ صاحب مرحوم کے پوتے سید محمد انور شاہ سے ملاقات کا موقع ملا تھا۔ تبادلہ خیالات کے بعد ارکان وفد کو اس نوجوان کے عقائد مشتبہ معلوم ہوئے اس کا شیعوں کیساتھ میل جول، ان کی ہمدردی، اور اسلامی جلسہ کو نیکو کرانے کیلئے شدید سب انسپکٹر پولیس سے سازش اور موقع پر شیعوں کی حمایت کا جذبہ آشکارا ہو گیا بعد ازاں سرحد کے کسی روزنامہ میں انور شاہ صاحب مذکور کا ایک اعلان شائع ہوا۔ کہ احراریوں سے شیعہ بد رجہا بہتر ہیں۔ کیونکہ شیعوں نے مسجد شہید گنج کی آزادی کے لئے چار لاکھ رضا کار پیش کر دیئے ہیں، اس کے متعلق حبریدہ نڈا کے ذریعہ انور شاہ صاحب کو نوچہ دلائی گئی تھی۔ کہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی رو سے تمام پنجاب میں شیعہ زن و مرد، بوڑھے، اور بچے سب کے سب ساڑھے تین لاکھ سے بھی کم ہیں۔ ان ساڑھے تین لاکھ شیعوں میں سے آپنے چار لاکھ مستعد رضا کار فراہم کر کے حیرت انگیز کام کیا ہے اب اپنے ان رضا کاروں کو حکم دیجئے۔ کہ کسی کی آزادی کے لئے سرکبٹ ہو کر میدان میں نکلیں۔ مگر آج تک شاہ صاحب موصوف کے شیعہ رضا کار غالباً کسی بہار کے غاریں روپوش ہیں۔ شاید وہ امام ہمدی کے ظہور کے انتظار میں ہونگے۔ حال ہی میں مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب ملکانوی واعظ الاسلام نے ملکانہ ضلع جھنگ سے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں انور شاہ صاحب مذکور کی ضلع جھنگ میں تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی وہ اشتہار حسب ذیل ہے۔

جمع اہل اسلام و علماء کرام طیفہ اہل سنت والجماعت کو واضح ہو کہ حضرت پیرزادہ صاحب انور شاہ صاحب خلع الرشید پیر احمد شاہ صاحب واعظ الاسلام ہزاروی ہمارے علاقہ کچھی میں شریعت لاکرا اپنے مواعظ حسنہ سے مسلمانان اہل سنت والجماعت کو نہایت مستفیض و محفوظ فرمایا۔ اور جناب کے جمیع مواعظ کا دوران تقریر و ماحضہ منون اتحاد قوم پر رہا اور جناب کے بچھلہ عقائد و مواعظ حسنہ کا لب لباب حب ذیل ہے (۱) ازواج مطہرات حضور علیہ السلام کو اہلیت کے اندر داخل کرنا بالکل غلطی ہے (۲) نبات البنی علیہ السلام کا تذکرہ کرنا اولعدا و معین کرنا ناجائز ہے اور فلاں فلاں صحابی کی زد و کوب نہایت غلط ہے (۳) خلفاء الراشدین کی مدح کرنی بالکل فضول اور باعث فتنہ ہے (۴) شیعہ مذہب کے ساتھ

ملک پانچ تکیہ نماز خانہ پڑھتا جا رہے ہے (۵) شیعہ مذہب کی مجلس میں جانا جائز ہے (۶) شیعہ مذہب میں شراب قرآنی ہونا جائز ہے (۷) علماء دین کو عموماً اور حضرت مولانا مولوی حاجی چسراغ الدین صاحب سکندریہ جی صلیع شاہ پور کو دھاکہ خصوصاً شیطان فتنہ باز منہ دیتے مارنے کے قابل بیان فرمانا اور دیگر سب توہم کرنا (۸) تفریق بنانا اور زیارت تفریق میں کوئی حرج نہیں بلکہ ثواب ہے (۹) جمعہ کی آگاہی بلا امتیاز ہر جگہ جائز ہے اور جو شرائط اہل سنت والجماعت نے تہرہ کئے ہیں فضول ہیں۔ (۱۰) اجماع امت کوئی چیز نہیں ہیں ان کا انکاری ہوں۔ (۱۱) رئیس پڑھانی بے سود ہے اور نہ اس میں ایمان ہے (۱۲) شیعہ مذہب کی اقتداء ہر نماز میں جائز ہے (۱۳) فقہ شریف کی کتابیں قابل عمل نہیں (۱۴) حضرت علی پر خلفاء الراشدین کو فضیلت دینا ستم ہے (۱۵) جو زنا نے کسی تعریف اہل بیت سے متصرف نہیں۔ اور ان کو تبلیغ بے نیت ہوتی ہے (۱۶) شیعہ کی توحید بالکل حلال ہے اور ان کیسے ملوکھانا بنانا جائز ہے (۱۷) جو شخص مسائل متذکرہ بالا سے انکاری ہو یا ان کی ترمیم و خلافات کرے وہ کافر ہے (۱۸) میں کسی مذہب کا پابند نہیں۔ پابندی مذہب باعث گمراہی ہے (۱۹) میں سلم لگاؤں کا لید ہوں اور اتنی تفسیر کرنے پر پابند ہوں (۲۰) اگر میری تقریر کا مخالفت میرا حقیقی آپ بھی ہوگا۔ تو میں اسکی تابعداری بھی نہ کروں گا۔ اور مسائل بھی قابل رد نہیں۔ مگر مت نمود خلوا پر اکتفا کیا گیا ہے۔ یہ تمام مسائل مذہب اہل سنت والجماعت کے برخلاف ہیں۔ مناسب ہے کہ پیرزادہ صاحب ان مسائل سے رجوع کرے، ورنہ جمیع علماء اہل سنت کو لازم ہے کہ ان مسائل پر روشنی ڈال کر قوم کی اصلاح کریں۔ کیونکہ جس جس علاقہ میں پیرزادہ صاحب یہ مسائل میان کر چکے ہیں۔ ان پڑھنے والوں کے اعتقاد خراب ہو چکے ہیں۔ دعا گو پیرزادہ صاحب کے ساتھ مسائل مذکورہ میں مناظرہ کرنے کو تیار ہوں مگر پیرزادہ اپنے آپ کو کسی مذہب کا پابند و باعث گمراہی جانتے ہیں۔ اسناد مناظرہ کرنا بے سود ہے مگر ہر دی مذہب و مکتب کوئی جسے چشم پوشی گناہ کبیرہ ہے (۲۱) **حرف چہم**۔

**المشتہم :-** خادم الاسلام سید حاجی محمد عبداللہ شاہ ملک انوی، تحصیل ضلع جھنگ،

یہ اشتہار عرصہ دو پڑھ ماہ سے میں موصول ہو چکا تھا۔ مگر چونکہ اس میں مندرجہ الزامات کی تحقیق کا میں موقع نہ ملا۔ اس لئے جلد میں شائع کرنے سے احتراز کیا گیا۔ مگر ۲۵ اکتوبر ۱۳۳۷ء کو میا نوالی کے اسلامی اجتماع سے فراغت کے بعد میرشمس الاسلام کو بھیرہ جاتے ہوئے سفر کے دوران میں بمقام ملک ڈال سید نور شاہ صاحب سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔ شاہ صاحب پشاور جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ اشتہار مذکور کے متعلق مختصر گفتگو ہوئی۔ گاڑی روانہ ہونے والی تھی۔ لہذا شاہ صاحب مذکور نے ان الزامات کے جواب میں اپنی طرف سے شائع شدہ دو اشتہار عطا کئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مسئلہ تفضیل پر عنقریب مولوی چوہدری صاحب ریسٹریٹ کے ساتھ ہمارا مناظرہ ہونے والا ہے، اور ہم اسی تماش کے کسی الدراخصام ملّا کو مناظرہ کیلئے پیش کرینگے۔ میرشمس الاسلام نے شاہ صاحب کو ایسی امن سوز کلمات سے مجتنب رہنے کی ہدایت کی۔ مگر شاہ صاحب پر ان نصح کا مطلق اثر نہ ہوا۔ اور غالباً وہ اپنی لگائی ہوئی آگ کو زیادہ مشتعل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرینگے۔

اب سید نور شاہ صاحب کی طرف سے جوابی اشتہار ملاحظہ فرمائیے، مولانا عبد اللہ شاہ صاحب نے جس شرافت و متانت

کا اظہار اپنے اشتهائیں کیا تھا۔ اور جس احسن طریقہ سے مؤدبانہ طور پر پیر اور شاہ کے عقائد سے بحث کی تھی۔ اس کا جواب نہایت ہی تلخ و دشت اور غیر مہذب طریقہ سے دیا گیا۔ اور شاہ صاحب کو چاہیے تھا کہ الزامات کی صحت یا عدم صحت کا ذکر کرتے مگر انہوں نے مولانا عبداللہ شاہ صاحب کو ملعون، بے ایمان، خارج الاسلام، منافق، حاسد و دیگر نالائع، اور غیر مہذب الفاظ سے یاد کر کے اپنی شرافت کا اچھا مظاہرہ نہیں کیا۔ سب سے زیادہ حیرت انگیز وہ استدلال ہے۔ جو ان الفاظ کے استعمال کے جواب میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

”برادران اسلام کیا ملان پیر عبداللہ کے وعدہ خلافی اور بے بی صافی انکار کرنا اس میں منافقت کی علامت نہیں دکھائی۔ علاوہ ازیں اور شاہ جیسے خاندانی سید اور خادام الاسلام کو جادو و جھپٹا سنانا اس کے زبانی قرآن مجید کے پڑھنے کو جادو کہنا مسیحین و عطا پر مشرکوں کی مثال قائم کرنا کیا عبداللہ مذکور کو ملعون، بے ایمان و خارج الاسلام ثابت نہیں کرتا۔ مگر چونکہ آج اسلامی سلطنت قائم نہیں، ورنہ ایسے ملحد انسان کو دن و نائے نائے دھائے دھائے وغیرہ وغیرہ“

قارئین غور سے ان الفاظ کا مطالعہ کریں۔ اور شاہ صاحب نے اپنی ذاتی توہین پر کس قدر رنج و غضب کا اظہار کیا ہے۔ اور شاہ صاحب کی توہین کرنے والا کافر ملعون اور خارج الاسلام، مگر کاش شاہ صاحب کے دل میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی محبت کا جذبہ موجود ہوتا۔ تو صحابہ کو کافر، کاذب قرار دینے والوں، ازواج مطہرات کو سب کرتے والوں اور قرآن مجید کو محرف سمجھنے والوں کو بھی ایسے ہی الفاظ سے یاد کرتے اپنی محبت کا دم نہ بھرتے۔ اور ان کی سیجانی قبول نہ کرتے ان کے خوش کرنے کے لئے اہل سنت کے علماء کو بدنام نہ کرتے۔ شاہ صاحب کو جتنا اپنی عزت کا خیال ہے کم از کم اتنا ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت و حرمت کا خیال رکھتے۔ بارے شکر ہے کہ سلطنت کی باگ اور شاہ صاحب کے ہاتھ میں نہیں، ورنہ شاہ کسی حق پرست کو دنیا میں زندہ نہ چھوڑتے،

مولانا عبداللہ شاہ صاحب کو نالائع، الفاظ سے یاد کر کے مولانا ممدوح کے اخلاق پر چند مکروہ حملے کرنے کے بعد الزامات کا جواب اور شاہ صاحب دیتے ہیں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ سید مولانا عبداللہ شاہ صاحب نے ۱۹ الزامات عائد کئے تھے۔ جن میں سے ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱

لوگوں کو اتباع سنت کی دعوت دیں، بنات البنی صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کو اور خلفائے راشدین کی مدح کو باعث فتنہ سمجھنا اور شیعوں کی مجالس میں شمولیت کو باعث فتنہ قرار نہ دینا حیرت انگیز امر ہے۔ مزید برآں تغزیہ کو کار ثواب سمجھنا شیعوں کے ساتھ قربانی میں شامل ہونا اور کسی مذہب کا پابند نہ ہونا آپ کے لئے باعث فخر نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ ان مسائل پر پھر رہنما چاہتے ہیں۔ تو علانیہ شیعہ مذہب قبول کر کے اہل سنت کو دھوکہ دینے سے محبت ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے گمراہ سیریزا دوں کی رغن پر ور سرگزیوں سے آگاہ رہیں۔ پنجاب کے دیہات میں اقسیم کے نام ہندو پیروں نے تباہی مچا رکھی ہے۔ سادہ لوح و غریب سنی اپنا متاع ایمان ان کے حوالہ کر رہے ہیں۔ اصلاح کے پردہ میں فساد پھیلا یا جا رہا ہے۔ علمائے کرام کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو کسی جگہ بھی دام فریب پھیلائے نہیں۔

(و ما علینا الا البلاغ)

## کیا کیا اور کیا کیا؟

ہم نے آج تک مغرب سے کیا کچھ دیا ہے۔ اور کیا کچھ دیا ہے۔ یہ ایک نہایت اہم اور گھپ سوال ہے جس کا جواب ایک عربی اخبار میں شائع ہوا ہے۔ مضمون اگرچہ طویل ہے مگر اس کا خلاصہ شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ ناظرین اس تجارت اور سودے کے نفع و نقصان سے آگاہ ہو جائیں۔ اور کچھ مستشرقین حاصل کریں:-

### ----- خسارہ -----

۱۔ ملکی اور مادری زبان،

۲۔ خدا اور اس کے پیغمبروں پر ایمان کی صحت اور پختگی،

۳۔ اخلاق کا شرف و احترام،

۴۔ عزت نفس،

۵۔ ایفائے عہد،

### ----- منافع -----

۱۔ بلا وجہ انگریزی میں دستخط کرنا۔ بلا ضرورت انگریزی میں گفتگو اور خط و کتابت کرنا۔ دکان پر انگریزی سائن بورڈ لگانا۔ اور دفتری ساری شہری کا انگریزی میں ہونا،

۲۔ تنگ اور مختصر کپڑے جن سے ہر عضو کی بناوٹ ظاہر ہو۔

۳۔ مختلف قسم کی قمار بازی،

۴۔ طرح طرح کے ناپ،

۵۔ اجنبی مردوں اور عورتوں کا اکٹھا غسل کرنا،



- ۶۔ خلیفہ صاحبین کے عادات و شمائل،
- ۷۔ شرم و حیا اور امر مکر وہ پر غضب آلود ہو جانا،
- ۸۔ سچائی اور راستی،
- ۹۔ استقامت،
- ۱۰۔ اعتماد علی النفس،
- ۱۱۔ حق گوئی کی جرأت،
- ۱۲۔ اخلاص،
- ۱۳۔ صبر و ثبات،
- ۱۴۔ اتفاق و اتحاد،
- ۱۵۔ تہذیب نفس،
- ۱۶۔ مخلص آدمی کی قدر و عزت کرنا،
- ۱۷۔ عفت و عصمت،
- ۱۸۔ وطن اور ریس کی محبت و خدمت،
- ۱۹۔ فقراء و مساکین پر شفقت و رحمت،
- ۲۰۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے ساتھ،
- ۲۱۔ ننگ و عار کی باتوں سے غیرت و حمیت،
- ۲۲۔ بری اور ناجائز چیزوں سے پرہیز،

- ۶۔ ہونٹوں کو لب اسٹک سے سرخ کرنا،
- ۷۔ عورتوں کا اپنے بال ترشوانا،
- ۸۔ وارھی کے ساتھ سوچوں کا بھی صفایا کر دینا۔
- ۹۔ ہیٹ، پتلون، نیکر اور کٹائی پینٹا،
- ۱۰۔ کتے پالنا،
- ۱۱۔ ملکہ حسن و جمال کا انتخاب،
- ۱۲۔ بزرگی اور عریانی کا روز افزوں شوق،
- ۱۳۔ اشتراکیت و بولشویکیت
- ۱۴۔ الحاد و تزندق،
- ۱۵۔ برون کی چٹانوں پر پھینکا،
- ۱۶۔ گھوڑ دوڑیں یا رعبیت کی شرط مقرر کرنا
- ۱۷۔ مخرب اخلاق حیا سوز سنیا،
- ۱۸۔ عشق و محبت کی آزادی،
- ۱۹۔ نوجوان مسلمان عورتوں کا پردہ کو اتار پھینکنا،
- ۲۰۔ عورتوں کا سردوں پر تسلط
- ۲۱۔ مکر و فریب،
- ۲۲۔ نوجوانوں میں زمانہ پن اور نسوانیت کا شوق،

برق آسمانی بر خرمین تاویانی یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے کرتے شائقین نمک گئے تھے۔  
الحمد للہ کہ زیر طبع سے آراستہ ہو کر اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ مولانا طور احمد صاحب گوی  
کی یہ تحریر اناراضہ تصنیف مرزا یوں کا ملاحظہ بند کر دیگی۔ شائقین بہت جلد غلب فرما دیں۔ ورنہ ایشین ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا  
قیمت لاگت کے برابر صرف ۸ روپے کا پتہ

پنچ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

ضروری گزارش جواب طلب امور کیلئے جوانی کا ٹیگٹ آنا چاہیے ورنہ دفتر جواب کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ پنچ

عرض حال

تبلیغ احکام الہی

تبلیغ احکام الہی

ماہ نومبر میں امیر حزب الانصار نے قصور، کہڑوڑ، لیکا، خان پور، سکھر، کراچی اور ملتان کا سفر کیا۔ کہڑوڑ، لیکا میں مجلس سرگزیدہ حزب الانصار کے ماتحت ایک مجلس فاطمہ ہوجی ہے، اور ملان کی قادی جامع مسجد میں ایک مدرسہ عربیہ بھی قائم کیا گیا ہے۔ مولانا حبیب اللہ صاحب ایک ماہ سے یہاں ہیں۔ اور امرتسر میں مقیم ہیں۔ مولانا عبدالرحمن صاحب ایک ماہ سے بھیرہ میں مقیم ہیں۔ اور مسجد دروازہ چک والہ میں قرآن مجید کے ترجمہ کا درس دیتے رہے ہیں۔ مولانا منیر شاہ صاحب نے میانہ گوندل اور لعلپانی کے علاقہ کا دورہ کیا۔

تعلیم الاسلام { ہر سوال کو تعطیلات کے بعد دارالعلوم عزیز نیہ میں طلبہ کا داخلہ شروع ہوگا۔ خواہشمند طلبہ ہر سوال سے پہلے بھروسہ جامع مسجد میں پہنچ جائیں۔

تعمیر و مرمت { دارالعلوم غفریہ کے کتب خانہ کے کمرہ کی الماریاں تیار ہو چکی ہیں۔ اور عمارت دارالعلوم کی مرمت کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔

**فوج محمدی** { صدر انجمن تھمٹ میٹلک میاں والی اعلان کرتے ہیں کہ فوج محمدی کو ترکی زبان میں پڑھ سکھانے کے لئے ہمارے پاس ماہرین فن موجود ہیں۔ جہاں جہاں ضرورت ہو ہم پڑھ سکھانے کے لئے آدمی بھیج سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں رضا کاران فوج محمدی کے لئے بلا فیس مفت علاج کا انتظام بھی صدر صاحب نمہ کرنے کو دیا ہے۔  
 بھیرہ میں جمعۃ الوداع کے دن جیوش حزب الانصار (فوج محمدی) کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ علاوہ ازیں غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی وفات کی خبر موصول ہونے پر بھی فوج محمدی کی طرف سے جلسہ اور جلوس کا انتظام کیا گیا۔

حکومت پنجاب کو انتباہ

**حکومت پنجاب کو انتباہ**  
مسلمانوں کی مذہبی روح کو کچلنے کیلئے ماہر مشرقیات اللہ مشرقی نے جو پروگرام تیار کیا ہے اس کے متعلق واقف حال اور راز دان اصحاب پہلے ہی رائے قائم کر چکے ہیں کہ سابق نامہ سیکڑی کو غنیمت سمجھنا ایذا حال کو غنیمت پیش نہ کرنا کوئی اقدام غنیمت کے فتنہ کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کو انگریز کے درج چھیننے کی تعلیم دینے والا اور انگریز کو کائنات میں مومن و مسلم قرار دینے والا مشرقی جاننا ہمارا جو غنیمت از روئے قانون اسے مسلمانوں کا تسلیم کرے اور حکومت بذریعہ قانون تمام مسلمانوں سے زر کوئے و صدقات و فرائض کرے اسکے سیرت اعمال میں داخل کیا کرے اور اتحاد و دہریت کی اشاعت کیلئے اسے براؤ کا سنگ ستشین قائم کرنے کی اجازت عطا کرے صرف ایک سال سے ان امور کے متعلق حکومت کے ساتھ مشرقی کار و تیار کا سلسلہ جاری تھا اب سن گیا ہے کہ حکومت کے ارکان مشرقی کے ان مطالبات کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو چکے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو حکومت پنجاب کو مسلمانان پنجاب کی طرف سے زبردست اور مسلسل مخالفتانہ جدوجہد کیلئے تیار ہونا چاہیے یہ مسلمان کسی صورت میں بھی کو آج

# امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(از حافظ مولوی سید محمد علی صاحب مظاہری خانقاہ رحمانیہ بہار)

ہم سے کیونکر ہوا دوصفت و ثنائے فاروقؓ  
موجزن گلشنِ دل میں ہے ہوائے فاروقؓ  
تاکرے گلشنِ قرطاس ہے گلزارِ صفات  
جلوہ زابر سرِ قرطاس ہے گلزارِ صفات  
تاکرین بے ادبی فخر رسالت کے حضور  
راہ میں جب ہوا غاہِ انہیں ہمیشہ کا حال  
لیک و ان حضرتِ جناب سے طہ سنکر  
قلب آگینی و اعجازِ کلام حق سے  
دل پہ اس درجہ ہوا سورۃ طہ کا اثر  
آخر الامر اٹھے حضرتِ جناب کہ ہوں  
کس کو معلوم تھا خود جا کے یہ قرباں ہونگے  
یا تو لینے کیلئے نکلے تھے سرسردر کا  
اٹھکے خود ان سے لبِ لکیر ہوئے فخرِ رسلؐ  
فخرِ عالم کی دعا سے ہوا ایمان نصیب  
ہوئے کیونکہ نہ بھلا حلقہ بگوشِ اسلام  
علی الاعلان لگی پھر تو عبادت ہونے  
جانشین ختم رسالت کا تبصریحِ حدیث  
عرش کے نور سے حاصل ہے اسے قربِ خاص  
جادۂ شرع پہ منہاجِ نبوت یہ چلے

جیکہ کرتا ہے ثنا خود ہی خدائے فاروقؓ  
راحتِ جاں ہے ثنائے ثنائے فاروقؓ  
طوطی خامہ ہوا نغمہ سرائے فاروقؓ  
خاتمہ صدق ہے مصروفِ ثنائے فاروقؓ  
اسلئے نکلے تھے تلوار لگائے فاروقؓ  
قتل کرنے کو انہیں گھر میں در آئے فاروقؓ  
بیدتِ حق سے رہے سر کو جھکائے فاروقؓ  
لطفِ اندوز ہوئی طبع صفا ئے فاروقؓ  
تابِ پھر فرقتِ حضرت کی نہ لائے فاروقؓ  
دارِ ارقم کی طرف راہ نمائے فاروقؓ  
نورِ اسلام سے پھیلے گی ضیائے فاروقؓ  
یا کہ خود اپنا ہی مزہ رکھو نائے فاروقؓ  
اپنے اعزاز پہ چھو لے نہ سمائے فاروقؓ  
زہے فخر خند گئی سجت رسائے فاروقؓ  
حق سے حضرت کی دعا تھی یہ برائے فاروقؓ  
دینِ اسلام پہ ایمان بولا ئے فاروقؓ  
بعدِ صدیق نہیں کوئی سوائے فاروقؓ  
روکشِ روضہ فردوس ہے جائے فاروقؓ  
عزت افزائے خلافت ہوئے پائے فاروقؓ

عینِ ایمان ہے دلا اور اطاعت ان کی

کیوں نہ ہو خواجہِ دل و جاں سے فداے فاروقؓ

نفرت بینہما وجعل مہرہا فی بدیت المال وقال لا یجتمعان ابدًا فبلغ علیا فقال ان کان  
 جہلاً فلہا المہر بما استحل من فرجہا ویفرق بینہما فاذا انفقت عدتھا فہو مخاطب من  
 الخطاب فخطب عمرو وقال ردوا لہما الی السنۃ فرجع الی قول علی اس روایت سے  
 معلوم ہوا کہ عورت حرمت نکاح زبان عدت سے ناواقف نہ تھی۔ اور یہ کہ تفریق کا حکم صحیح تھا۔ باقی امور زہراؓ  
 سد اللباب تھے۔ تاکہ آئندہ ناواقفیت کے جیلہ سے کوئی ایسی جرأت نہ کرے اور نکاح میں لوگ تفتیش و احتیاط  
 کیا کریں۔ مگر شاید حضرت علیؓ اس رمز کو نہ سمجھے اور اعتراض کر دیا۔ تو آپؐ نے بھی کسر النفس رائد امور کو نظر انداز فرما  
 دیا۔ آج کل کی طرح مناظرہ نہیں شروع کر دیا۔ العرض دونوں حضرات میں سے کسی نے غلطی نہیں کی۔ ہاں ہر ایک کا  
 مطمح نظر علیحدہ تھا۔ حضرت عمرؓ کا مقصد انسدادی تھا۔ اور حضرت علیؓ کا تسہیل علی المتنبیۃ یہ قولہ حضرت عمرؓ مسئلہ  
 قصاص سے جس حالت میں کہ بعض وارث نے معاف کیا ہو ناواقف تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ باوجود معاف کرنے  
 ایک وارث کے آپؓ نے قتل کا حکم دیا۔ ابن مسعودؓ نے بتلادیا کہ ایسی حالت میں قصاص جائز نہیں بلکہ دیت  
 لی جائیگی۔ چنانچہ اسی موافق فیصلہ ہوا۔ دیکھو کنز العمال وازالۃ الخفا قول جھوٹے نسخہ کا ایمان ہو رہا ہے پھر اس  
 سے باز کیسے آئے اب دیکھئے سیرۃ الفاروقؓ میں ازالۃ الخفا ہی سے یوں نقل کیا ہے یہ ایک قتل کے مقدمہ ۲۵  
 میں قاتل حضرت عمرؓ کے پاس لائے ثبوت جرم پر قاتل کو سزا نے موت کا حکم دیا۔ اسی اثنا میں مقتول کے دعویٰ دار  
 عزیزوں میں سے بعض نے معافی دیدی۔ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کے مشورہ سے باقی وراثہ کو دیت کے طور  
 پر ایک رقم دلو کر چھوڑ دیا۔ انتہی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے یقین دیت میں مشورہ لیا گیا تھا  
 اھیہ کہ تا وقت حکم قصاص کسی وارث نے معاف نہیں کیا تھا۔ اور یہ مشورہ لینا بھی لاعلمی کے باعث نہیں تھا۔ بلکہ  
 حضرت فاروقؓ کا یہ عام دستور تھا کہ ہر ایک امر عربی وکلی میں آیتہ کریمہ و مشاورہ ہر فی الامور کو ملحوظ رکھتے تھے۔  
 اگر مشورہ لینا کم علمی اور نقصان کی دلیل ہو تو آیتہ کریمہ سے اصحاب کی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم  
 آئیگی جس کا بطلان اہل عقل و فہم سے مخفی نہیں قولہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ حضرت  
 عمرؓ نے جسد غلطی مسائل کی کی ہے اس کا احصاء نہیں ہو سکتا قول اس مقام میں بھی سیرۃ الفاروقؓ میں  
 ایک عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے متعرض کا جھوٹا سچ معلوم ہو جائیگا۔ قرآن و حدیث کے بعد حضرت عمرؓ  
 کے فقہ کا ذکر آتا ہے۔ اور بلاشبہ فقہ میں ان کا رتبہ شاہ ولی اللہ صاحب کے اسی قول کا مصداق ہے کہ  
 علی الاطلاق امت سے وہ بہت انفع ہیں۔ اہل انصاف دیکھو کیا اسی کا نام دیانت ہے۔ اور کیا یہی اہل حیا کا  
 شیعہ ہے کہ بے سرو پا باتوں سے آسمان وزمین کا قلابہ ملا لیا کریں۔ شاہ ولی اللہ صاحب تو حضرت فاروقؓ کو انقسم  
 علی الاطلاق فرمائیں۔ اور حضرت متعرض شاہ صاحب پر اہتمام تغلیط سیدنا فاروقؓ لگائیں، لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔

اب توحید اور روایات سیرۃ الفاروق ص ۲۱۶، ۲۱۷ سے نقل کی جاتی ہیں "عمر بن مسمون کا قول ہے کہ علم کے بذلت حضرت عمر لے گئے۔ یہ قول ابراہیم نخعی نے سنا تو کہنے لگے۔ کہ عمر تو دوسویں لے گئے۔ ابن مسعود کا قول تھا۔ کہ اگر حضرت عمر کا علم ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے۔ اور زمین کے زندہ لوگوں کا ایک پلہ میں تو حضرت عمر کے علم کا پلہ بھاری ہوگا۔ عبد اللہ بن مسعود اور احکام میں حضرت عمر سے موافقت رکھتے اور کہا کرتے تھے۔ کہ اگر اور لوگ ایک طرف جائیں۔ اور عمر دوسری طرف تو میں ان کی طرف جاؤں گا۔ انتہی ملقطاً۔ اب ان روایات کو دیکھو، اور احمق طعن کرنے والوں کو ان کی دیانت اور راست بازی کی داد دو۔

## ذکر امام برحق و مجتہد مطلق اکمل الحیاء والعرفان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

قولہ حضرت عثمان کے بارے میں اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ جمہور اہل سنت کا قول ہے کہ حضرت عثمان صحابہ مجتہدین میں داخل نہیں ہیں اقوال یہ بھی ہمارے ایسے راست گو کا طبع زاد اور حیا دانوں کی ایجاد ہے۔ ورنہ علماء اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیم ان مغتات سے پاک اور ستر ہیں۔ اب ہم ترغیماً للہ جابلہ اکابر اہل سنت کے چند اقوال نقل کرتے ہیں۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھتے ہیں "وکان ممن جمع بین العلم والعمل والصیام والتهجد والاتفاق والجهاد فی سبیل اللہ وصلۃ الارحام فقبح اللہ المرفضۃ اور امام غزالی احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں اعلیٰ ان الخلافة بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اہا الخلفاء الراشدون المہدیون وکاتوا ائمة علماء باللہ تعالیٰ فقہانی احکامہ وکافوا مستغنیين بالفتاویٰ فی الاقضیۃ وکافوا لا یتحیون بالافتہا الا نادراً فی وقائع لا یتغنی فیہا عن المشاورۃ انتہی۔ مقدمہ فتح الباری میں ہے ان الذین کافوا یتقون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثہ من المہاجرین عمرو علی وعثمان وثلثۃ من الانصار ابی بن کعب ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وعن ابن عمر کان ابو بکر وعمر یفتیان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اہل فہم وفتین کے لئے یہی روایتیں وعبارتیں کافی شافی ہیں اور اہل عناد کا کوئی جواب نہیں۔ اب مجتہدین امت کی رائے سنئے امام المجتہدین امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمہ فرماتے ہیں کہ ہماری رائے سے ہر ایک صحابی کی رائے افضل ہے کیونکہ وہ حضرات اعلم ہوا رد التزیل واسبغ بقیم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلم تھے خصوصاً خلفائے راشدین رحمہ کے افعال و اقوال کو تو لقبوئے حدیث نبوی علیکم السنتی ومنۃ الخلفاء الراشدین وعضو علیہا بالنواخذہ لازم اتباع سمجھتے ہیں علاوہ اس کے حضرت فاروق رحمہ کی فہم و فراست و ذہانت عقل کا غالباً شیعہ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ پس جب انہوں نے حضرت عثمان کو منتخب لوگوں میں جو کیا تو اس سے خود معلوم ہو گیا۔ کہ



آپ ان کو قابلِ خلافت سمجھتے تھے۔ اور جناب امیر سے کسی طرح کم نہیں جانتے تھے پھر ان منتخب شدہ حضرات میں سے بھی اکثروں نے حضرت ذوالنورین سی کو انتخاب کیا۔ تاریخ سیوطی میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عثمان سے تجلیہ میں کہا کہ اگر ہم آپ کی بیعت نہ کریں۔ تو آپ کس کی بیعت کی رائے دیتے ہیں۔ فرمایا علی کی۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمن نے جناب امیر سے مشورہ لیا۔ تو آپ نے حضرت عثمان کی نسبت رائے ظاہر کی۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت زبیر سے ان کی رائے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ہم اور تم تو ہونیں سکتے البتہ عثمان۔ آخر حضرت عبدالرحمن نے اکابر صحابہ سے مشورہ لیا تو اکثروں کی رائے حضرت عثمان کی جانب ہوئی۔ پھر حبیب حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ اور مقبولین شیعہ سے ہیں) فرمانے لگے۔ امروا خیر من بقی۔ ہمارا امیر وہ شخص ہوا جو موجودہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔ اب اس کے یہ مقدمہ بھی ملائے کہ اہلسنت کے نزدیک بمجملہ اوصافِ امامت کے حصول ملکہ اجتہاد و قوتِ استدلال بھی ہے مگر تو اس سے بالبدست ثابت ہو گیا۔ کہ مجتہدین صحابہ و مجتہدین امت سے لے کر تا اس دم قاضی اہلسنت کا سیدنا عثمان کے مجتہد مطلق ہونے پر اتفاق کامل ہے۔ مائے افسوس جبکہ ابن مسعود ایسے مجتہدین صحابہ تمام لوگوں سے بہتر سمجھیں اور جناب امیر بھی اسی کو اختیار کریں۔ اس کو حقیقہً مذہبِ علم و جہل کہیں۔ عالمہم اللہ بعدہ

۲۷ قولہ بوجہ بالا آپ نے بلاتامل سیرتِ شیعین پر عمل کرنے کو قبول کر لیا۔ اقول اسکی وجہ پہلے معلوم ہو چکی۔ پھر وجہ کو غیر موجب کہنا کمالِ جہل ہے۔ قولہ ابن اثیر نے نہایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول لکھا ہے۔ کہ آپ حضرت عثمان کو شیخِ احمق کہتی تھیں۔ اور فرماتی تھیں کہ اس نعلین کو قتل کرو اقول اس مقام میں فقط تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت نقل کر دینی مناسب ہے۔ ”و تخریص غمودن عائشہ بقتل عثمان و اور انھیں گفتن ہمہ از فقریات ابن قتیبہ و ابن اعثم کوئی و مسماطی است و ایں جماعت کذاباں مشہور اند۔ و در واقعہ جہل و دیگر وقایع چیز با نقل کردہ اند کہ باتفاق شیعہ و سنی افراد محض و متبائن صرف است سخت بے انصافی است کہ در حق حضرت عائشہ زوجہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہاد خدا و رسول خدا را بر طاق نہادہ در پے اقوال کاذبہ افواں الشیاطین چنپے

۱۷ حضرت عائشہ صدیقہ پر بعض افراد ہمدردی و قائلین عثمان پر لعنت فرمایا کرتی تھیں۔ عن طلق بن حبیب قال اطلقت من القبر الى المدينة حتى نلت الى عائشہ فقلت قوت السلام قلت يا امير المؤمنين قمت قتل عثمان قال قتل انظر لعلنا نخرج الحاكى عن علي رضي الله عنه قال من يتر من بين عثمان فقتل من الامان الله اعلم اعلم علي قتل ولا ادمت ولا نصبت خرب ابو عمرو بن العاص زادوا لشاركت عن محمد بن الحنفية ان عليا قال يوم الجمل ان الله قتله عثمان في السهل و الجبل و عن علي بن الحنفية ان الله قتله عثمان خرب عدي حتى بلغ بهما وجه فقال ما لعن قتله عثمان لعن الله من اسهل الجبل مترين اولئنا اخرجنا من السمان و رايض النصرة في ابواب ۱۲۱

از کوفیان بے ایمان برویم دین و ایمان خود را در پے ہماوردیم تو فرمائی الطیبات للطیبین و الطیبات  
للطیبات اولئك مبرون مما يقولون لہم مغفرة و رزق کما یدہ ترجمہ زنان پاک لائق مردان پاک اند  
و مردان پاک لائق زنان پاک اند ایں جماعت بری اند از آنچه مردم بے گویند ایشان را بخشش ست و رزق با حشر  
اہل سنت چہ قسم ایں خبر ایں قتبہ در حق حضرت عائشہ باوردانند حالانکہ ترمذی و ابن ماجہ و ابو حاتم رازی بطرق متعدد  
روایت کردہ اند کہ عائشہ رضی اللہ عنہا گفت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لغثمان یا غثمان اعدل اللہ  
لقميصك قميصا فان رادك علی خلعہ فلا تخلعہ لہم ثلثا ترجمہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
غلام عثمان را شاید اللہ تعالیٰ پوشاند ترا پیرا ہنہ پس اگر مردم خواہش از تو بکشیدن دارند پس کمبش اس را  
برائے ایشان سہ بار انتہی کلامہ الشریف۔

اب مسلمانوں کو چاہئے کہ تحفہ کی یہ عبارت پیش نظر رکھیں اور روافض و خوارج کے دام میں نہ آئیں تعجب  
تو یہ ہے کہ علمائے شیعہ کو ایسی روایت گھڑتے ہوئے یہ بھی خیال نہ آیا کہ حضرت صدیقہ حب قاتلین سیدنا  
عثمان رضی اللہ عنہ سے خودی طالب قصاص رہیں۔ اور حضرت صدیقہ حب امیر کے درمیان اسی قصاص کے  
معاملہ میں طرفین سے تلوار چلی گئی جس کا شیعہ بھی انکار نہیں کر سکتے پھر وہ حضرت عثمان کی نسبت کیوں ایسی دور  
از عقل بات فرمائیں۔ سچ ہے جھوٹ بولنے کو بھی عقل درکار ہے۔ اور اس سے تو حضرت شیعہ کو سروکاری نہیں  
اور کتب لغت کو اس سے کوئی بحث نہیں ہوتی کہ یہ لفظ روایات صحیح میں ہے یا موضوع میں جس قسم کی روایت ہو۔ اہل  
لغات کو تو اس کے الفاظ کے معنی بیان کر دینے سے سروکار ہے فالاستدلال من النہایۃ فی غایۃ  
البعد من الدراية قولہ آپ اپنے اہل قرابت کے بڑے طرفدار تھے اور اپنے سبوت کے مثل تیز فہم نہ تھے  
اور دھوکہ میں آجاتے تھے **اقول** بھلا آپ کے ابوالاثر ایسا حسن خلق بیچارے حضرت عثمان کہاں سے لاتے  
کہ اپنے غریب بھائی کا ایک وقت کا آرام بھی آنکھوں سے دیکھنا نہ جائے اور فوراً ان کی تکلیف دہی کی فکر کی  
جائے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اب ہم اس قصہ کو بحسنہ بدر الدجی ص ۲۷ سے نقل کرتے ہیں۔  
مگر ہم اس کو علامہ روزگار شیعہ حیدر کرار ماہر علم کلام واقف تواریخ خاص و عام مولوی شیخ احمد صاحب کے

لہ سبحان اللہ جناب امیر تفریش کان و صلوات اللہ علیہما وعلیٰ اولادہما وعلیٰ اہل بیتہم وعلیٰ اہل بیتہم وعلیٰ اہل بیتہم وعلیٰ اہل بیتہم  
آپ کی صلہ رحمی اور طرفداری کبھی حق سے متجاوز نہ ہوتی تھی۔ اور روافض حضرت علی کی گواہی یا دکر ہیں۔ نسبت بریں محبت ۱۲۸۷ غفرلہ ۱۸۷۸ میں بھی جناب  
امیر نے کبھی اپنے لئے ہجرت کی کوئی صورت نہیں نکالی۔ ورنہ ہجرت کا وبال اپنے سر نہ آتا اور نہ کبھی ان کے مقابلہ میں آپ کی دال لگی۔ اور نہ انہی دین کا موقع  
لا ہمیشہ دہی ۱۸۷۸ تھیکہ کرتے رہے۔ کیوں نہیں خلیفہ کے سیدھے پن سے فائدہ اٹھا کر کبھی طعنی کیا۔ خود دیکھو ۱۸۷۸ غفرلہ۔

انوار اہدئے کے صفحہ ۲۵۲ سے بخندہ نقل کرتے ہیں قصہ حضرت عقیل بن ابی طالب برادر حقیقی جناب امیر المومنین کا سنئے کہ روزینہ میں کسی قد جو دارا خلفائے سے پاتے تھے غریب نے چند روز کے روزینہ سے کچھ کچھ بچا کر ایک روز لطیف کھانا پکایا۔ مگر براہ محبت تنہا خوری پسند نہ کر سکے بھائی صاحب کی بھی تواضع کی۔ آپ کو معلوم ہوا۔ کہ ضرورت مایحتاج سے آدھ پاؤ یا تین چھٹانک جو بھائی کو زیادہ ملے اسی حساب سے آئندہ روزینہ میں کم کر دئے گئے۔ کہ حضرت عقیل ناراض ہو کر معاویہ کے پاس چلے گئے انتہی۔ پس ایسی برادر پروری و صلہ رحمی بھجوا آپ کے حضرت ابوالاثر کے اور کس سے ہو سکتی ہے کہ بے چارہ حضرت عقیل سے ویسٹ کاٹ کر روزینہ کے جو میں سے کچھ جمع کیا۔ اور ایک روز کچھ اچھا کھانا پکایا۔ اور غریب و تنگ حالی پر بھی یہ عالی حوصلگی و محبت کی کہ بھائی صاحب کو بھی مدعو کیا۔ مگر آپ نے اس قصور کے صلہ میں کہ غریب بھائی نے بے تقضائے اخوت و شفقت تنہا خوری کو پسند نہ کیا۔ اور بھائی صاحب کو دعوت کر کے شریک طعام کر لیا) حدیث من لہد شکر الناس لہد شکر اللہ کو نظر انداز کر کے احسان کیا کہ چھٹانک و چھٹانک جو جو بچ رہا کئے (آخر خالی جو روزانہ کہاں تک اور کیسے کھائے جائیں) تو آپ نے اس کو بھی روزینہ سے کم کر دیا۔ اگر روزینہ میں بچا رکھنا اور بیت المال کو واپس نہ دینا جائز نہیں تھا تو آپ اس کھانے میں شریک کیوں ہوئے۔ اور بصورت جواز پھر آئندہ سے روزینہ میں کمی کیوں کر دی۔ بلکہ بصورت عدم جواز نہ خود سامتا تھا۔ اور نہ حضرت عقیل اور ۲۹ ان کے گھر والوں کو کھانے دینا۔ بلکہ اس کھانے کو ضبط کر کے اسکی قیمت حوالہ بیت المال کرنا لازم تھا۔ اور جب ایسا نہیں کیا تو اب دوسری صورت ہے یا تو حضرت عقیل کا وہ فعل جائز تھا۔ پھر اس پر اعتراض اور آئندہ روزینہ کی کمی شرعاً نامناسب ٹھہرے گی۔ اور بصورت عدم جواز اعتراضات سابقہ وارد ہونگے۔ غرض جناب امیر کا یہ فعل کسی محمود غرض پر محمول نہیں ہو سکتا۔ پس جب ادئے اڈئے باتوں میں اپنے بھائی کے شامل آپ کا برادرانہ سادہ اس فیاضی کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ تو آپ کے اور قریب مندوں کو اور کیا امید ہو سکتی تھی۔ پھر ایسے خیال والوں کے نزدیک حضرت عثمان کی برادر پروری اور صلہ رحمی ضرور قابل اعتراض ہوگی۔ مگر ایسے اعتراضوں کے جواب کی کہاں تک ذمہ داری ہو سکتی ہے وہ اہل عقل سے مخفی نہیں۔ اور مزید تفصیل کیلئے تحفہ دیکھئے تفصیلی اور تحقیقی جواب مطولات میں ملاحظہ فرمائیے۔ اب اپنی تیز فہمی کا جواب سنئے۔ کہ علی السبیل التسلیم حدیث المومنین غیب کو دیدہ کے بموجب مہولاپن اور فریبیوں کے دھوکے میں آجانبائے مومن کی علامت بیان کی گئی ہے۔ پھر مدح کو ذمہ قرار دینا کمال حماقت ہے علاوہ اسکے اہل خسران کا یہ طعن بے بنیان سیدنا عثمان پر نووارد نہیں ہو سکتا۔ ومن ادعی فعلیہ البیان ہاں

۱۰ یہ وہی کتاب ہے جس کے دیکھنے کی وصیت صاحب ظلمت کفر نے سنائی ہے۔ میں بھی الدین کو بایں الفاظ کی ہے۔ اور مناظرہ میں جناب مولانا شیخ احمد صاحب دیوبند کی کتاب نور الہدیٰ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیے۔ پس اب تو اس افتخار کی صحت میں کسی شبہ کو کلام نہیں ہو سکتا۔ ائمہ غفر اللہ عنہ

جناب امیر اس کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ واقعہ ثالثی میں خصم کے دھوکے میں آپ آ گئے۔ اور ثالثی منظور کر لیا  
**قولہ** یہ فضیلت تو ایسی ہے کہ بغیر اس کے نیابت رسول کا حوصلہ مہل ہے **اقول** اگرچہ ان جاہلوں کے جواب  
 میں یہ مصرعہ کافی تھا۔ جواب جاہلاں باشد محوشی۔ مگر ان کی تلبیسات سے عام مسلمانوں کو بچانا بہت ضروری  
 ہے۔ پس واضح ہو کہ بالفرض اگر حضرات ثلاثہ سے کوئی حکم خلافت شرع صادر ہوا۔ تو اس سے جناب امیر بھی بری نہیں  
 آپ سے بیسیوں جگہ حسب تصریح اکابر امامیہ افعال خلافت شریعت وغیرہ شروع صادر ہوئے ہیں صاحب البدیع  
 سلمہ منہ میں لکھتے ہیں: تنزیہ الانبیاء والائمہ مولفہ شریعت مرتضیٰ میں کثرت خلافت شریعت نبوی کے نقصان  
 جناب امیر کے مرقوم ہیں: انما نجدہ (۱) تمام مال و اسباب و سلاح حضرت عثمان پر قبضہ کیا اور باوجود طلب ان کے وراثت  
 کو نہ کیا۔ (۲) اہمات الاولاد کے حق میں مذہب مختلف اختیار کئے (۳) مسئلہ توث حدیں حکم خلافت دیا (۴) خلافت  
 حکم حدیث ایک لوطی کو آگ میں جلوا دیا (۵) ایک شرابی کے اتنی کوڑے لگوائے کہ وہ مر گیا پھر اس کی دیت  
 دی (۶) ولید بن عقبہ کے چالیس درے لگائے پاس قرابت حضرت عثمان (۷) ایک مجرم اقراری کا قصاص  
 نہ لیا (۸) کنیز حاطب کو جرم کیا (۹) ایک سارق کی بجائے ہاتھ کے انگلیاں جڑ سے کٹوا دیں (۱۰) شہادت اطفال  
 منظور کی (۱۱) حد سرقہ کی طفل نابالغ پر جاری کی (۱۲) نجاسی حارثی شاعر کے میل دسے تعداد سے زیادہ لگوائے۔  
 (۱۳) اپنی نسبت دعویٰ الوہیت کا کیا (۱۴) اپنے غریزوں کو نہیں وعراق وغیرہ پر مقرر کیا بخلات دیکھ عجاب (۱۵)  
 قتالان حضرت عثمان سے قصاص نہ لیا۔ اتنی۔ خیر خلفائے ثلاثہ خواہ ناواقف ہوں یا جو سہی مسلمان تو تھے کبھی خدائی  
 کا دعویٰ تو نہیں کیا پھر ایسے شخص کو جو مدعی الوہیت ہو جناب رسول اللہ ایسے ماحی شرک و کفر کا وحی سمجھنا کتنی بڑی  
 گمراہی ہے نے تحقیقت یہ کمال شیعوں کو ہی حاصل ہے۔ کہ کبھی جناب امیر کو اس قدر بڑھاتے ہیں کہ خدا بھی محاذ  
 ان کے نزدیک یوح ہے اور کبھی ایسا کرتے ہیں کہ ان کو ان کے مسلمان بھی باقی نہیں رکھتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ

(بحث عصمت)

ذکر امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**قولہ** حضرت علی کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی یعنی حق تعالیٰ نے یہاں بائیس سوۃ اخراہ میں فرمایا ہے  
 لینذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہمکم تطہیرا **اقول** خیر آپ نے اور ائمہ المہبت  
 پر توغوب ہاتھ صاف کیا ایک آیت تطہیر البیت اطہار کی عصمت کی عن الشیعہ بڑی دلیل قطعی۔ وہ بھی جب  
 مخصوص بجناب امیر المؤمنین ہو گئی تو آگے کیا رہا جو دیگر ائمہ کو نصیب ہو۔ اور اگر کوئی صاحب آیتہ کریمہ میں حضرات

حسین کو بھی شامل فرمائینگے اور بات بھی اصل ہی ہے کہ تمامی البیت چہ اولاد و امجاد و چہ ازواج مطہرات سب ہی اس میں داخل ہیں خواہ کوئی ضمتائوں اور کوئی اصالتاً۔ کیونکہ سیاق آیات سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت یہ اور اس کے اقبل و مابعد کی کل آیتوں میں ازواج مطہرات ہی مخاطب ہیں۔ شیعوں کو اگر قرآن کی خبر نہیں تو ہم سے سنئے یا فساء الذی لستین کا حد من النساء ان التفتین فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرضاً و قلن قولا معصوا و فاة و قرن فی بیوتکن ولا تخرجن بارج الحاہلیة

الاولی و اقمین الصلوة و اذین الزکوة و اطعن الله و رسولہ انما یرید الله لیزہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا و اذکر من مائتلی فی بیوتکن من آیات الله و الحکمۃ ان الله کان لطیفاً خبیرا۔ تو اس صورت میں آیتہ تطہیر مخصوص بحجاب امیر میں رہیگی۔ اور نہ یہ عصمت مومنہ آپ کو خلافت بلا فصل کا مستحق بنا سکیگی کیونکہ باوجود اشتراکت فی العصمت خلافت بلا فصل کے ساتھ عصمت کی کیا وجہ۔ حالانکہ قرآن میں نبی و جزیئہ مصطفوی مرجع خلافت حسین ہے اور اگر اذ انصار ضامنات قاطعہ سے متعارضین یعنی جناب حسین کو ساقط کر کے جناب امیر کو اولیٰ بالخلافہ ٹھہراتے ہو تو ہم کہیں گے کہ اسی قاعدہ سے

۳۱ جناب امیر کے بعد بھی حضرت حسین کو ساقط کیجئے۔ اور جناب امیر کے گرامی قدر صاحبزادہ حضرت محمد حنفیہ رض کو امام ثانی ٹھہرائیے۔ محمد بن حنفیہ کی عدم عصمت کا عذر بھی غیر مسموع ہے۔ کیونکہ جب بقاعدہ تعارض متعارضین تو ساقط ہو گئے اور کالعدم ٹھہرے تو جناب امیر کی جانشینی کا حق کامل بلا نزاع بقیہ اولاد مرتضوی میں سے آپ کے ولد اکبر یعنی محمد بن حنفیہ کو ضرور حاصل ہونا چاہیے اب رہا وصیت کا ایک عذر کہ بقاعدہ امامیہ امام منصوص ہوتا ہے اور امام حسن کیلئے نص امامت مرجع استحقاق خلافت ہے تو یہ عذر بھی بیکار محض و خارج از بحث ہے کیونکہ نص کا منشا اور مبنی دراصل وہی افضلیت ہے اور یہ اسلئے کہ مفصول کی امامت جائز نہیں۔ اور افضلیت کا مدار عصمت پر تو نص عصمت موقوف ہوئی لہذا جواز النص بغیر المعصوم اور عصمت تو مشترک ٹھہری۔ پس اعتراض تعارض علیٰ حالہ باقی رہا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امامت عامہ کیلئے نص کی شرط بھی محض غلط و بے بنیاد ہے کیونکہ جب نص کا مدار افضلیت پر ہے اور افضلیت کا مدار عصمت پر اور عصمت جناب امیر و حضرت حسین میں حسب منشاء آیت کریمہ علیٰ زعم الشیعہ قطعاً مشترک پھر حضرت حسین کے رہتے ہوئے جناب امیر کے لئے نص کی کیا وجہ۔ یا امام حسین کی موجودگی میں امام حسن کیلئے تنقیص کیا سبب۔ البتہ تعریف عصمت میں شیعہ اگر کچھ تریم کریں اور عصمت کے تین درجے نکالیں اول زینہ پر جناب امیر کی دوسرے پر امام ثانی اور تیسرے پر امام ثالث یعنی امام مظلوم کی جگہ مقرر فرما دیں تو البتہ کچھ بات بن سکتی ہے مگر ایک ہی آیت سے تفاوت درجات ثابت کرنا ذرا طیر بھی کھیر ہے عرض شیعوں کے منہوات کو دیکھ کر عاقل کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ شاعر کا یہ مصرعہ

پڑھنے لگے، لن یصلح العطار ما افسد الدھر۔ اہل فہم اس تحقیق کی خوبی نظر و فہم ملاحظہ فرمائیں۔ اور شیعوں کے خرافات کی حقیقت سمجھیں والحمد للہ علی ذلک، اب ہم پھر ترجیح خلافت بحسب قرب نسب کے جواب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باوجود معصومیت و قرب نسب حضرت حسین کے اگر صغیر سنی و طفولیت کو کو مانع کہتے ہو تو اگرچہ یہ جواب مسلمات شیعہ کے خلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک حضرت حسین بلکہ جمیع ائمہ معصومین ابتداء ہی سے عالم ماکان دیکھن ہوتے ہیں ان کا علم الان کماکان ہوتا ہے حضرات حسین ایام طفولیت ہی میں لوح محفوظ و عرش وغیرہ ملاحظہ فرماتے تھے پھر ایسے لوگوں کے خلیفہ ہونے میں صغیر سنی کیا مانع ہو سکتی ہے جس کا علم ایسا وسیع ہو اس سے امور خلافت مثل تختہ جوش فضل مہمات تصفیہ خصوصیات و تعمیل احکام شرعیہ وغیرہ بخوبی انجام پائیں۔ لڑنے بھڑنے کا کام لشکریوں کا ہے امام کو ساری لڑائیوں میں مارا بھرا نافروری نہیں۔ ورنہ ایک طرف کی مشغولی میں سارے کام پڑے رہ جائینگے اور ابتر ہو جائینگے۔ اور اگر صغیر سنی کا مانع از خلافت ہونا مسلم ہو تو اسی طرح حضرت صدیق کے جلیلہ کمالات و مخصوصہ صفات جناب امیر کی خلافت مانع مانع ٹھہریں گے۔ لعدم الثقات بنما۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ ایک جگہ نقص مانع ہے اور ایک جگہ کمال۔ باقی راہنمون کا بوجہ عداوت قلبی کمالات صدیقی کو عین قبح و نقص سمجھنا یا جنب کمالات مرتضوی میں ان کو یسج و کالعدم ٹھہرایا۔ سو یہ ان کی کور باطنی و قصب و عناد سے چنانچہ بار بار معلوم ہو چکا ہے

گر نہ بنید بر فر شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

واللہ یہودی من یشاء الی صراط مستقیم اب رہی یہ بات کہ جب آیت کریمہ از و اج مطہرات کی شان میں تو اہلسنت عصمت اہل الامنین کے کیوں قائل نہیں ہوئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فی الحقیقت آیت کریمہ عصمت کو تقضی نہیں ہے۔ اس سے متنازعہ فیہ عصمت کو ثابت کرنا خود ادا دانی و حماقت ہے۔ اگر کوئی حکماء فہم آیت کو نظر تدبر دیکھے تو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس سے اثبات عصمت ہرگز ممکن نہیں۔ کیونکہ تقی سبحانہ از و اج مطہرات کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے کے بعد اسکی وجہ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ ہم کو یں تمہیں ان کاموں کے

۱۵ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں فوجات کے نہ ہونے کی وجہ ایک ہی ہے کہ آپ کو جنگی مشاغل اور غارت خانگیوں سے اس طرف مشغول ہونے کا موقع نہیں ملا ۱۲ غفر اللہ

۱۶ حالانکہ امامت کیلئے عند الشیعہ بلوغ شرط نہیں کیونکہ حضرت امام علی رضا کے انتقال کے وقت امام محمد تقی صغیر السن تھے۔ اور پھر بھی بالفاق شیعہ امام صاحب الزمان قرار دئے گئے۔ ذکرہ فی ذوالفقار اور اگر تا وقت بلوغ امام محمد تقی کا صاحب الزمان نہ ہونا تسلیم کیا جائے تو اتنی مدت تک غلوئے زمان عن الامام لازم آئیگا۔ وھو باطل بالاضوۃ ۱۲ منہ غفر اللہ۔

کرنے کا حکم دیتے ہیں اسی لئے کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ تم سے جس بھی گناہوں کی ناپاکی دور رہے اور تم تمام  
 آلائشوں سے پاک رہو اور اس میں ذرا بھی خطا نہیں کہ جب کوئی شخص خواہ اہبات المؤمنین ہوں یا اور کوئی ارشاد  
 خداوندی کے موافق کام کرے اور امر و نہی پر پورا اور کار بند ہو تو اس کا گناہوں سے پاک رہنا ایک بدی امر ہے اس کو  
 استحلالہ و معصیت لازم نہیں اور نہ اس سے اس کے لئے عصمت اصطلاحی کا ثبوت ہوا۔ گناہوں سے محفوظ  
 رہنا اور بات ہے۔ اور معصوم ہونا اور بات عصمت کے معنی یہ ہیں کہ معصوم سے گناہ کا صادر ہونا عقلاً یا شرعاً  
 محال ہو۔ یا یوں کہو کہ صدور گناہ سے جس کے کوئی استحلالہ شرعی لازم آوے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام کہ ان سے  
 گناہ کا صادر ہونا محالات سے ہے کیونکہ اگر گناہوں کا صدور انبیاء علیہم السلام سے جائز ہو تو احکام ربانی و وحی آسمانی  
 پر وثوق باقی نہیں رہیگا۔ جسکی وجہ ایک یہی ہے کہ بصورت جواز صدور معصیت نبی کے تمام خبروں میں کذب کا احتمال پیدا  
 ہو جائیگا۔ اور بصورت احتمال کذب صدق کا تیقن اور وثوق معلوم، اور اخبار انبیاء علیہم السلام کے صدق کا تیقن نہ ہونا  
 بعثت انبیاء کی حکمت معارض اور اسکی منافی ہے حالانکہ ضرورت بعثت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بہت عقل و نقل  
 مسلم ہے یا یوں کہئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے صدور معصیت جائز ہو تو بصورت وقوع جس کا کوئی مانع تسلیم نہیں  
 کیا گیا۔ معاذ اللہ انبیاء کیلئے فسق ثابت ہو جائیگا۔ اور فاسق کی شہادت اور اس کی خبر قابل قبول و لائق وثوق محال  
 دنیا میں نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ کتب آسمانی و کلام ربانی کا ثبوت اس کی کلام سے ہو۔ بر خلاف غیر نبی کے خواہ وہ اہل بیت  
 اطہار ہوں یا اصحاب کبار کسی سے گناہ کا صادر ہونا مستلزم محال نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ خداوند تعالیٰ ان کو  
 اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے۔ گفتگو جواز عدم استحلالہ وقوع کے اندر ہے نہ ضرورت وقوع میں۔ شریعت نے حلت و  
 حرمت جواز عدم جواز سب کے قاعدے مقرر کر دیے اور انچوائے اکملت لکم دینکم کہ دین میں کامل و مکمل ہو  
 چکا پھر تنبیہ کسی دوسرے تیسرے معصوم کے پیدا ہونے کی کیا ضرورت رہی اور جب کلا طاعۃ المخلوق فی معصیۃ  
 الخالق شریعت غرا کا حکم نافذ ٹھہرا پھر کسی امام غیر معصوم کے ہونے سے دین میں کیا نقصان آیا۔ اگر کوئی امام وقت  
 یا بادشاہ یا امیر و حاکم خلاف شریعت حکم دے تو نہ نافذ خلاف شرع کام پر مجبور کرے جان دو مگر اس میں اسکی اطاعت

لے اور بیشک وہ محفوظ ہیں اور اگر بعض حضرت کوئی لغزش بھی ہو تو لفظ لے "اولک یدل اللہ سیاتہم صلات" الکی سیات بھی اور ان کے صلات سے نہ ہرگز  
 افضل ہیں دیکھو حدیث صریح میں کہ بعض صحابہ جب جرم زانیں جرم کئے گئے تو بعض نے محض توہین کے کلمات کی نسبت استعمال کو یہ حضرت صلعم نے یہ کہہ  
 فرمایا شخص نے تو وہ تو یہ کیا ہے کہ اگر اس کو توبہ تمام اہل مدینہ پر توبہ کیا جائے تو مسکوک کافی ہو۔ اسی صحابہ کرام کا علشان اہل ایمان پر بخوبی واضح ہو گیا اور آپا  
 زین کے خرافات کا کیا جواب ہے ۵۰ دروازہ شہر اتواں سبت۔ نتران ہن مخالفان سبت، ۱۲ منہ غفر اللہ لے اسی سے یہ بھی ثابت ہو  
 گیا کہ دعویٰ عصمت، ائمہ محض فضول و لالچی تھے۔ بلکہ یہ درپردہ ختم نبوت و امامت مساوی ہیں تو فقط عنوان کا فرق باقی رہا اور اس ۱۲ منہ



نہ کرو۔ چنانچہ اکابر امت و صلحائے ملت کا ہمیشہ ہی دستور رہا ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی پیاری جانیں قربان کریں۔ مگر امر خداوندی کی مخالفت سے محترز رہے اوروں کو جانے دیجئے واقعہ کہ بلائی کو خیال کریجئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ایک بات اور گہرائی بعض کم فہموں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ آیت تطہیر میں اگر ازواج مطہرات مخاطب ہوں تو صیغہ جمع مذکر کے ساتھ ان کو خطاب کرنا غلط ہوگا۔ مگر یہ شبہ ناواقفیت بلاءت و فصاحت کلام الہی پر مبنی ہے، علامہ ابوسعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اوامر و نواہی میں تخصیص کے ساتھ ہمت المؤمنین کو مخاطب کرنے کے بعد جو امر و نہی کی علت بیان کرنے میں عام قاعدہ کے موافق جمع تذکیر فرمایا گیا جس میں تمامی افراد است بلاجاناً عام و عورت مراد ہوتے ہیں۔ اس میں حکمت بلغیہ بھی ہے۔ کہ ان احکام کا ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص نہ ہونا۔ بلکہ عام ہونا معلوم ہو جائے (انما یزید اللہ لیدھب عنکم الرجس) ای الذنب المدنس لہم ضلک وھو تعلیل لا مرہن و ذہین علی الاستیناف و لذلک عمم الحکمہ بتعمیم الخطاب غیر ہن و صرح بالمقصود و

حیث قبل بطریق النداء والمدح (راہل بیت) مراد البصم من حواہم بدلت الذوق (ویطہم کہ) من اوضار الا وذار والمعا صی (تطہیر) بلینا واستعاذۃ الرجس للمعصیۃ والقرشع بالتطہیر لمزید التفسیر فیہا وھذا کما تری آیتہ ببنیۃ وحجۃ نیرۃ علی کون النساء النبی علیہ الصلوۃ والسلام من اہل بیت قاضیۃ بطلان رائی الشیعۃ فی تخصیصہم اہلۃ البیت لفاطمہ وعلی وابنہما رضوان اللہ علیہم وما تمسکوا بہ من ان رسول اللہ صلعمہم خرج ذات غدۃ علیہ موطا مرحل من شجر اسود وحبس فانیت فاطمہ فادخلھا فیہ ثم جاء الحسن والحسین فادخلھما فیہ قال انما یزید اللہ لیدھب عنکم الرجس اہل البیت فانما یدل علی کونہم من اہل البیت لا علی ان من عداہم لیسوا کذلک ولو فرضت دلالة علی ذلک لا اعتدبھا لکونھا فی مقابلۃ النص انتھی اور علامہ رازی لکھتے ہیں ثم ان اللہ تعالیٰ خطاب المومنین وخطاب مخاطب المذکین یقول لیدھب عنکم الرجس لیدخل فیہ نساء اہل بیتہ ورجالہم واختلف الا قول فی اہل البیت والا ولی ان یقال ہما ولا دۃ وازواجہ والحسن والحسین منہم وعلی منہم لانه کان من اہل بیتہ بسبب محاشوۃ بنبت النبی علیہ السلام وملانفتہ للنبی غرض ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہو گیا کہ یہ تغیر اسلوب ان وہ تم بعد تخصیص کیئے ہے۔ او یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ جس دلیل سے حضرت علی داخل اہل بیت ہوئے حضرت عثمان بدرجہ اولیٰ ہو سکے ہیں۔ منہ کہتا ہے رزقہ اللہ تعالیٰ علما نافعاً وایما فا کلاماً کہ تذکیر غیر اگر براءت لفظ اہل بیت ہو تو عجیب نہیں۔ بلکہ اقرب الی الفہم والبعید عن التکلف ہے البتہ زیارت لفظ اہل بیت کی وجہ اگر بیان عموم بعد از تخصیص کو قرار دی جائے تو بعید نہیں یعنی پہلے بزرگ تمام ازواج مطہرات

کی تخصیص فرمائی اوسکے بعد زیارت لفظ اہل بیت و رجال اہل البیت کو بھی شامل کر دیا کہ لا یخفی علی من بعدہ  
ذوق سلیمہ دیکھو آیت کریمہ اذ قال موسیٰ لا ہلہ انی افسست فاراسا تمیکم منہا عنبر الایۃ میں حضرت  
موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل کو جس میں ان کی بیوی یقیناً شامل ہیں بصیغہ تذکرہ مخاطب کیا یا نہیں۔ اگر داخل کہتے ہو  
تو ضرورتاً داخل کہو گے کیونکہ جمع مذکرین کوئی عورت اسانہ بلا تاویل داخل نہیں ہو سکتی اب فرمائیے کہ حضرت سیدہ کا داخل  
ہونا اور ازواج مطہرات کا منطوق آیت میں نہ داخل ہونا ان دونوں میں ماہ الفرق کیا ہے حالانکہ سیاق و سباق  
آیت سے ازواج مطہرات ہی یقیناً مراد ہیں۔ اور اگر حضرت سیدہ کو داخل اہل بیت نہیں کہتے تو اس منطق کو محبتان  
اہل بیت ہی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت علی تو اہل بیت نبوت میں داخل سمجھے جائیں اور جناب سیدہ بضعتہ الرسول صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم ع بریں عقل و دانش مبادیہ گرسیت۔ ان منازل کے قطع کرنے کے بعد پھر یہ فرمائیے۔ کہ اگر حضرت  
سیدہ داخل اہل بیت ہیں تو اصول امامیہ کے موافق صفت عصمت بھی ان کو حاصل ہے یا نہیں غالباً جواب نفی میں  
ہوگا۔ کیونکہ عصمت کو امامت لازم ہے اور حضرت سیدہ کا امام ہونا غیر مسلم کا سببی انشاء اللہ مفصلاً پس بقاعدہ  
امامیہ حضرت سیدہ معصوم نہیں ٹھہرتیں۔ اب کوئی عاقل کہے تو سہی کہ حضرت سیدہ کو آیت تطہیر میں داخل اور امامیت  
میں شامل ہونے سے کیا حاصل ہوا۔ جب عصمت کہ نرم شیعہ منطوق آیت ہے۔ پس اہل بیت کا معصوم ہونا ثابت نہیں  
ہوگا۔ خواہ اہل بیت سے ازواج مطہرات مراد ہوں یا نبات طہبات اور اصغر اہل بیتین مقصود ہوں یا حضرت حسین  
اچھا علاوہ اسکے ازواج مطہرات کو آیت تطہیر سے خارج کرنا کچھ ایسی بے ہودہ بات ہے جسکو تخریف معنوی کہنا  
بے جا نہیں۔ قائلان تخریف و ان دشمنان عقل و فہم سے پوچھیے تو البیت پر الف لام استفراقی ہے یا عہدی  
اول تو یقیناً نہیں ورنہ سارے بیت عالم اسکے مصداق ہو جائینگے۔ سو ضرور الف لام عہد کا لوگے اور مجھ بھی بیت  
صلعم کو کہو گے۔ پس اہل بیت کے معنی ہوئے اسے ہی کے گھر والو۔ اب کوئی جاہل سے جاہل بھی نہیں کہ سنا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی شخص کو اسکے گھر والے اس کی بیویاں نہیں ہو سکتیں بلکہ تمام دنیا جانتی ہے اور ہندوستان  
کا بھی عرت عام ہے کہ گھر والی سے عموماً بیوی مراد ہوتی ہے کسی شخص کی بیوی بیٹی کو اگر اس کی گھر والی بتلائے تو مارنے  
مرنے کو تیار ہو جائیگا۔ حضرات مقررین اپنے اعتراض کے مزید استحکام کیلئے اگر نہ خفا ہوں تو یہ دوسری بات جو غرض  
یہ تو عرف کی حالت ہے اب لغت کو دیکھیے لغت میں اہل بیت کے مسکن بیت کے ہیں یعنی گھر کے رہنے والے  
اس اعتبار سے بھی ازواج کو گھر کے ساتھ زیادہ خصوصیت ہے کیونکہ زوجہ کا نفقہ و سکنی زوج پر شرعاً واجب ہے  
ہمیں تعجب ہے کہ علمائے شیعہ آیت کریمہ قالوا تعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت

انہ حمید مجید میں کیا فرمائینگے کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو بھی اہل بیت ابراہیمی سے خارج کر دینگے۔ وہاں تو جناب امیر و حضرت حسین کا بھی غدر تھا یہاں تو حضرت اسحق و اسمعیل علی نبینا علیہ السلام اس وقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ اس کے قبل کی آیت و امراتہ قائمۃ فضحکت فبشرناھا باسحق ومن وراء اسحق و یعقوب قالت یومئذی الد وانا عجز و هذا الجلی شیخا ان هذا الشیخ عجیب سے صاف ظاہر ہے اور نہ حضرت اسحق و اسمعیل کے علاوہ حضرت ابراہیم کی کوئی اولاد تھی۔ جس پر بھی مضمون آیت شاید ہے ہاں ایک وجہ علماء شیعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ان کی بنت عم تھیں۔ مگر قطع نظر اس کے ان کا بنت عم ہونا معرض خفایں ہے دو حال سے خالی نہیں۔ یا بنت عم ہونا اہل بیت ہونکی علت ہوگی یا نفس زوجیت۔ بصورت ثانی ہمارا طائبات ہے و بصورت اول ہر ایک بنت عم کا اہلیت ہونا لازم ہوگا اور بنت عم ہر ایک ابن عم کی اہلیت قرار پائے گی۔ بلکہ ہر ایک بنت عم اپنے کل چچا زاد بھائیوں کی اہلیت سمجھی جاسیگی و کلا مخفی بجا افتہ نیز اپنی صلی اولاد اہل بیت سے خارج ہو سکمانوی گرچہ بات بڑھ گئی مگر اہل فہم و تدین کے لئے انشاء اللہ بہت مفید ہوگی فلله الحمد علی ما وفقنی بہ هذا للتحقیق و هو ولی النعمۃ و التوفیق قولہ ابن زو کا قول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا نے فرمایا خمسہ منامہ صومون افا و حلی و فاطمۃ و الحسن و الحسین علیہم السلام **اقول** قطع نظر اس کے یہ روایت شیعوں کی ہے یا نہیں اور صحیح ہے یا موضوع ہمیں مجتہدین امامیہ اس حدیث کا مطلب تو سمجھا دیں کیا ہے اور مناسے کون لوگ کس قوم کے مراد ہیں۔ اور جس جماعت سے یہ پانچ حضرات عصمت کے ساتھ مخصوص کئے جاتے ہیں وہ کون سی جماعت ہے کہ آپ کی جماعت میں داخل اور شرف عصمت سے محروم رہی۔ غرض خواہ کوئی جماعت ہو باقی نوامہ کی عصمت تو ہوا ہوئی جاتی ہے علاوہ اسکے یہ فرمائیے کہ روایت صحیح ہے یا غلط۔ بصورت ثانی جب یہ روایت بحسب واقعہ تمہارے نزدیک غلط ہے تو بزعم خصم صحیح بھی ہو تو اپنا مقصود تو نے تحقیق ثابت نہ ہوا۔ مسلمات باطلہ خصم سے اپنا دعویٰ ثابت کرنا دلیل حقیقت نہیں ہے۔ اور بصورت اول تا وقتیکہ اس روایت کا صحیح ہونا ہم پر ثابت نہ کر دو یہ ہم پر حجت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ متخاصمین میں سے ایک کے مسلمات دوسرے پر کیا حجت ہو سکتے ہیں۔ اور جب بدلائل عقلی و نقلی غیر انبیاء علیہم السلام کا معصوم نہ ہونا اہل سنت کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے پھر وہ ایسی خرافات روایتوں کو کب پوچھیں جن کے

۳۶

۱۔ مناسے یا تو آپ کے اصول مراد ہونگے یا فروع یا صحیح اہل بیت بشمول اہل بیت المؤمنین و اہل بیت باطل۔ بصورت اول اوصائے سابقین سے اور بصورت ثانی جمیع ائمہ البعد انتفاع عصمت ثابت ہو جائیگا اور بصورت ثالث ازواج مطہرات کا یا وجود انتفاع عصمت اہلیت میں داخل اور آیت تطہیر میں شامل ہونا ثابت ہو جائیگا۔

الفاظ کی نگار تہ خود آبی من التسلیم ہے بہر حال خواہ یہ روایت عند الشیعہ صحیح ہو یا غلط مخالفت مقرر نہ رہے امامیہ ہے اس لئے کہ محجب اصول شیعہ جہاں عصمت پائی جاسکی وہاں امامت کا ہونا ضروری ہے عصمت کو امامت لازم ہے چنانچہ باقر مجلسی حق الیقین کے معنی میں لکھتا ہے "والیضا صالحات جمع معرفت بلام است و افادہ عموم میکند پس دلالت بر عصمت آنحضرت نے کند و عصمت ملزوم امامت است انتہی۔ اسی طرح کئی جگہ وہ عصمت امامت کے تلازم کا قائل ہوا ہے اور بالیقین امامت حضرت سیدہ کا کوئی شیعہ قائل نہیں پھر جب حضرت سیدہ سے امامت منتفی ہوتی تو انتفاء عصمت خود ہو گیا بوجہ التلازم مبنیہا۔ اور محجب تو یہ ہے کہ جب علمائے شیعہ حضرت سیدہ کے داخل البیت ہونے میں متردد میں چنانچہ شانی شرح کافی میں ہے ان اہل بیت کلی بنی اوصیاء و علیٰ ہذا ممکن دخول فاطمہ فی اہل بیتہ باعتبار انہما وسیلۃ و صیادۃ اہل البیت (ری ان قال) و ممکن ان لا تكون داخلہ۔ فی اہل البیت (ردایات الرشید) پھر روایات عصمت جناب سیدہ کو ذکر کرنا اور اس پر تواتر روایت کا مدعی ہونا جیسا کہ مجلسی نے حق الیقین میں کہا ہے محض حرکت مجنونانہ ہے نیز واضح ہو کہ جب عصمت جناب سیدہ کا بطلان باصول شیعہ ثابت ہو چکا۔ تو اصل تشکیہ ہی باطل ٹھہرا۔ کیونکہ جب روایت عصمت جناب سیدہ کو شیعہ متواتر جانتے ہیں چنانچہ مجلسی حق الیقین میں لکھتا ہے۔ پس باتر تواتر عامہ و خاصہ ظاہر شد کہ اس آیتہ قطعیہ مخصوص اس پنج نفر است انتہی۔ اسی طرح اور جگہ بھی اس نے دعویٰ تو کر لیا ہے اور باوجود اس کے اصول شیعہ جناب سیدہ کو غیر معصوم بتلاتے ہیں حالانکہ یہ بات حدیث متواتر کے مخالف ہے اور روایات حدیث متواتر کے مخالف ہو وہ خود باطل ہے۔ پس مذہب شیعہ باطل ٹھہرا۔ کیونکہ جس مذہب کے اصول ہی باطل ہوں ایسے مذہب کی حقیقت معلوم یا یوں کہئے کہ حسب اصول اثنا عشریہ امامت بارہ ائمہ میں مختصر ہے حالانکہ یہاں عدم انحصار ثابت ہو گیا کیونکہ جب بانجا متواتر امامیہ کے لازم المجلس عصمت جناب سیدہ ثابت ہوئی اور عصمت کو حسب مسلمات شیعہ امامت لازم پس حضرت سیدہ کی امامت ثابت ہو گئی۔ کیونکہ لازم ملزوم منہک نہیں ہو سکتے ہیں اور دوازدہ ائمہ میں امامت کا عدم انحصار عند الشیعہ باطل بالضرورت ہے ہاں اس سے منفر کی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ کہ عصمت و امامت میں تلازم نہ مانا جائے مگر اس وقت فرض من المطلق و وقعت تحت المیزاب و بنی دارا و ہدم مصری کا مصداق ہونا پڑ لگا۔ کیونکہ اس وقت میں جائز ہو گا۔ کہ کوئی امام ہو اور معصوم نہ ہو یا معصوم ہو اور امام نہ ہو۔ اور اگر لازم کو اعم کہئے تو امام کا معصوم نہ ہونا جائز ٹھہرے گا۔ پس اگر جناب امیر معصوم تسلیم کر لئے جاویں تاہم آپ کی امامت ضروری نہیں۔ اور نہ بریاء عدم عصمت امامت خلفائے ثلاثہ کا بطلان لازمی بجز الانفکاک بین العصمتہ والامتہ ہاں اگر کوئی یہ کہے۔ کہ عصمت کو امامت بشرط النص لازم ہے پس حضرت سیدہ کا باوجود عصمت کے امام نہ ہونا نہ ہمارے کچھ معارض ہوا اور نہ اصول شیعہ کے مناقض الامام الشرط۔ تو اس سے ہم پوچھینگے کہ شرط فیض کیلئے بھی کسی شرط کی ضرورت ہے یا

نہیں۔ اگر شرطیہ نص کے لئے کسی اور شرط کی ضرورت ہے تو اس کو بیان کرو۔ کہ ہم اس میں بحث کریں۔ اور دوسرے شرط کی ضرورت نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ کہ باوجود اسی فی الصنتہ ایک کے لئے تو نص امامت آئے اور دوسرا معصوم شرف امامت سے محروم رہے یہ کیسا وجہ عدل ہے۔ جبکو شیعوں نے حق تعالیٰ کے ذمہ ڈال رکھا ہے۔ اور سنو جب بقول مجلسی بموجب حدیث متواتر آیت تطہیر جو مثبت عصمت ہے مخصوص بحضرت سچتین ہے تو اور لقیہ ائمہ سے استفادہ عصمت ثابت ہوا۔ اور جب عصمت منتفی ہو گئی تو امامت بھی منتفی ہو گئی اور اسی کے ساتھ مذہب امامیہ بھی باطل ہو گیا۔ اب حضرت امامیہ کو اثنا عشریہ کے جگہ تبلیسیہ کہنا چاہئے۔ افسوس خلفاء ثلاثہ کی کرامت ظاہر ہو گئی اور جس لفظ سے شیعوں کو نفرت ہے اسی کی طرف ان کو منسوب ہونا پڑا **اقول** مودات سید علی ہمدانی میں عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ کہ میں اور علی اور حسن اور حسین و تو اولاد حسین مطہر و معصوم ہیں **اقول** واضح ہو کہ اس روایت میں اور ابن مردویہ کی سابق روایت میں بوجہ چند باہم تضاد و تناقض ہے (۱) روایت اولے سے فقط چار صاحبوں کی عصمت معلوم ہوتی ہے جن میں حضرت سید بھی تھیں۔ اور روایت ثانیہ کے موافق حضرت سید خارج از معصومین کی جاتی ہیں (۲) روایت اولے سے تو چار ہی معصوم ٹھہرتے ہیں اور ثانیہ سے بارہ پھر ان میں تطہیق کی کیا وجہ ہے اور اگر یہ کہو کہ اعداد کا مفہوم متبر نہیں تو اس صورت میں معصومین کی تحدید نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ان ہی بارہ ائمہ میں امامت کی تحدید۔ اور یہ سب شے لغرض صحت روایت ہیں ورنہ اہلسنت کے نزدیک اس قسم کی کل روایات منقریات شیعہ سے ہیں اور کلمات طلیبات ائمہ اہل بیت کے مخالف۔ چنانچہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ حضرات اپنے کو غیر معصوم اور گاہ گاہے غلبہ نفس و شیطان کی شکایت فراتے رہے جب آیہ تطہیر جو مثبت عصمت ہے بموجب حدیث متواتر مخصوص یہ ہے کما قال المجلسی تو یہ حدیث بوجہ مخالفت قرآن و حدیث متواتر خود باطل ہو گئی **قولہ** مسند ابن فضال اور مناقب ابن مناذلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور مستدرک اور جمع بین الصحاح میں ہے کہ فرمایا رسول خدا نے انا و علی من نور واحد و الحسن و الحسین نوران من نور مررب العالمین و الفاطمہ بضعة منی **اقول** مستدل نے یہاں تو کتابوں کا انبار لگا دیا۔ مگر کوئی محدث شیعہ ہمیں اس کا مطلب تو سمجھا کر آیا اس کے کوئی معنی مطلب بھی نہیں۔ یا نشایاں سے ہے غرض یہ روایت بھی شیعوں کی محض تنگ بندی ہے اور باعتبار معنی بوجہ چند محض انہو بے اصل (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جناب ترضوی جو نور واحد میں شریک ہیں

۱۔ آپ کی اولاد سبط اکبر کیوں محروم رہی کیا اسی جرم میں کہ خلافت حضرت سجادہ کے حاکم کیوں کر دی اور بقول روافض مسودہ جوہ المسلمین کیوں بنے ۱۲ منہ ۱۳ یہ نتیجہ برپائے تلازم عصمت و امامت ہے ۱۲ منہ غفر اللہ

توان دونوں حضرات میں کچھ فرق بھی ہے یا نہیں اگر فرق ہے اور جناب امیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گھٹ  
 درجہ میں ہیں تو کیوں۔ درجہ نبوت و رسالت کی وجہ سے یا کوئی اور دوسرا کمال ہے اگر نبوت مابہ الامتیاز ہے تو پھر اور  
 انبیاء علیہم السلام بوجہ اشتراک نے النبوة کیوں جناب امیر سے افضل ہو گئے اگر حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ  
 علیہ وعلیہم اجمعین کی نبوت تامہ و عامہ کو مابہ الفرق قرار دو اور یہ کہ جو اسے ادون ہوا اس کو ادون سے ادون ہونا  
 کچھ ضرور نہیں تو واضح ہو کہ جب حضرت خاتم الرسالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نفس نبوت آپ کی افضلیت کا باعث و  
 علت ہے اور نفس نبوت میں سارے انبیاء علیہم السلام قطعاً مشترک ہیں پھر کیا وجہ کہ اور انبیاء علیہم السلام بھی  
 جناب امیر سے افضل ہوں۔ غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب امیر پر افضلیت  
 مطلق ہوگی۔ اور اور حضرات کو فضیلت من وجہ۔ مگر یہ بات بھی بر بنائے معتقدات باطلہ امامیہ از قبیل محالات ہے  
 کہ جناب امیر کسی طرح مفضول ہو جائیں۔ مجلسی نقی القیین و الاشیاء افضل بودن از سائر انبیاء لازم دارد اعلیٰ مراتب  
 امامت را اور صفحہ ۷ میں لکھتا ہے زیر کہ ظاہر لفظ امامت کہ احب جمیع خلق است بغیر حضرت رسول در جمیع احوال  
 وازمنہ محتہ بر سائر انبیاء و اوصیاء علیہم السلام و دلیلے تخصیص نہ در کلام مہست و نہ در خارج کلام نیز لکھتا ہے پس  
 کسی کہ احب خلق یا شد پسوئے خدا و رسول افضل از ہمہ خواهد بود و حضرت رسول ازین حکم بیرونست باجماع امتی  
 اور درجہ نبوت کو باعث فضل و کمال نہ سمجھنا عین ضلال و سر اسر موجب نکال ہے اور اگر یہ کہ جناب امیر و حضرت  
 بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کچھ فرق نہیں ہے تو اس صورت میں مساوات لازم آئے گی۔ جو باطل عند الفرقین  
 ہے (۲) یہ نور واحد کس کا نور ہے حضرت حق جل و علا کا یا کسی دوسرے کا۔ بصورت اول حضرات حسنین و جناب امیر  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا فرق ہے۔ اور بصورت ثانی جناب حسنین ہی سب سے بڑھے رہے۔ کیونکہ خدا  
 کے نور سے تو کوئی دوسرا نور اثر نہ و افضل نہیں پھر تو ان حضرات کو اپنے معتقدین پاک اعتقاد کے ہاتھ جوئے چاہئیں  
 جنوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھا دیا۔ ہاں اس سے منفر کی ایک صورت ہم شیعوں کو بتلاتے  
 ہیں کہ نور رب العالمین سے حضرت امیر مراد لئے جائیں تو اب اس وقت میں یہ حضرات نور کے نور ٹھہرے۔ اور  
 ایک درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نیچے رہے۔ مگر ابھی تساوی میں  
 امیر المؤمنین و سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا نعم اقبل۔ ع

لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر

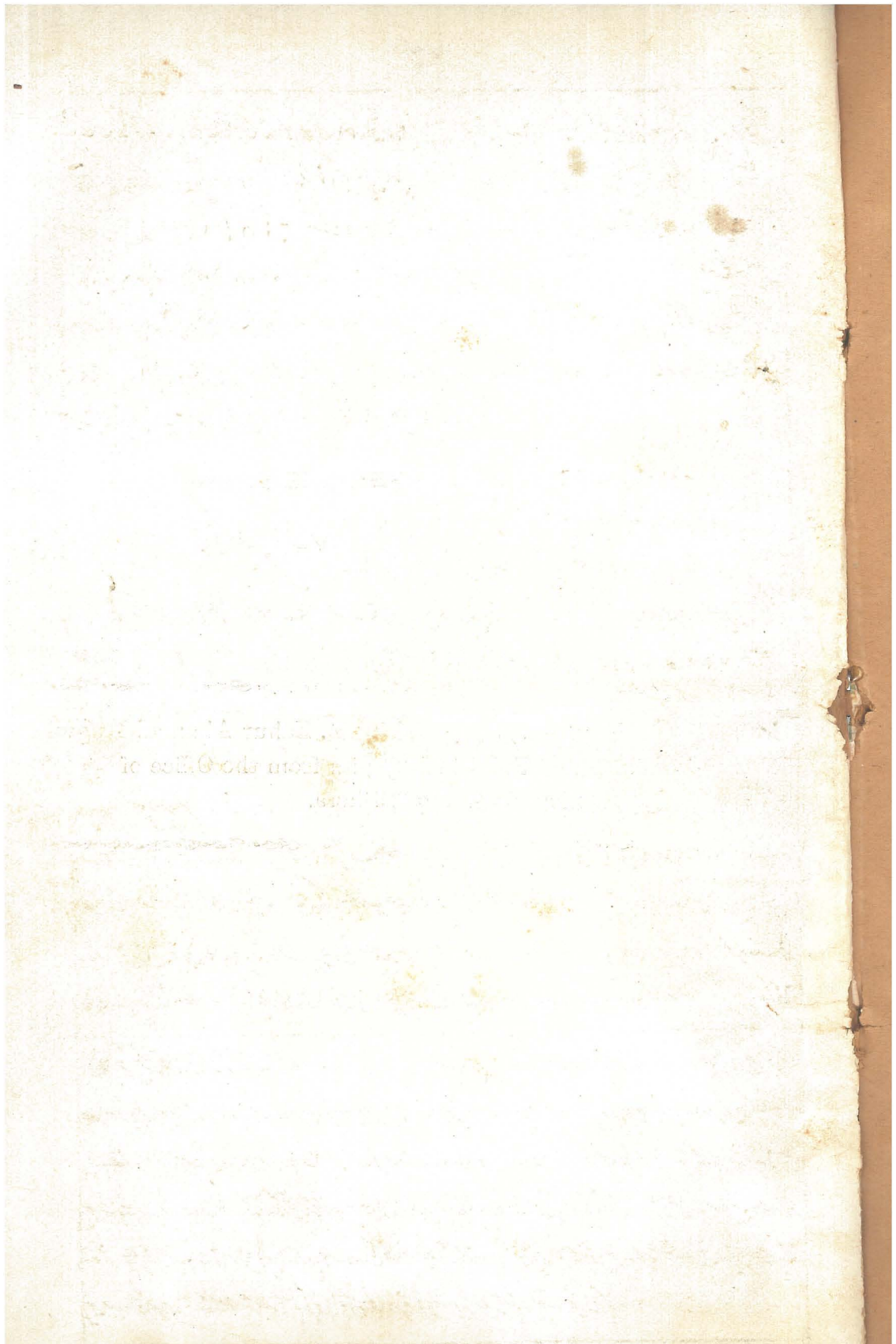
(۴) حضرات حسنین رضی اللہ عنہما جو نور رب العالمین کے دونوں نور خود باہم ان دونوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں  
 تفرقہ عبارت سے ظاہر نہیں اور عدم تفرقہ و مساوات بین الامین باطل عند الشیعہ ہے (۴) من نور واحد اور  
 نور رب العالمین سے ہونے کے کیا معنی ہیں۔ اگر یہ مطلب ہے کہ حضرت رسول امین و جناب امیر المؤمنین ایک نور

کے دو ٹکڑے ہیں تو بعد تصنیف پھر وہ نور واحد باقی رہا یا نہیں جس طرح سے واحد بعد تصنیف دو ہو کر دو چیز ہو جاتی ہے اور وحدت اس کی فنا ہو جاتی ہے تو اسی طرح جب وہ نور واحد دو حصہ میں منقسم ہو گیا تو اس نور واحد کا تو حد باقی نہیں رہا پس اس صورت میں اگر وہ نور الہی ہے تو پھر ذات خداوندی کا بے نور باقی رہ جانا ثابت ہو گا۔ کیونکہ یہ بدہیات و سمات حسابیہ سے ہے کہ جب دو کو دو جبکہ تقسیم کیجئے تو پھر وہ عدد فنا ہو جائیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ بعد تقسیم بھی دو علیٰ حالہ باقی رہے۔ اور اگر نور واحد سے نور الہی مراد نہیں تو یہ فرمائیے کہ نور رب العالمین سے حسب تقریر سابق امیر مراد لینے ہوا نہیں۔ بصورت اول جناب رسول اللہ کا جناب امیر سے و بصورت ثانی حضرت حسنین سے مفصل ہونا لازم نہیں آئیگا وہو باطل بالضرورة

## ذکر امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قولہ۔ خلفا خاظمی و غیر معصوم تھے اور شیطان ان پر تسلط کرتا تھا۔ اقول آپ کے ائمہ معصومین کی بھی یہی حالت تھی جیسا کہ پہلے گذر چکا قولہ ابن حجر عسقلانی قبول کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر نے بعد اسلام کے شراب پی اقول یہ بھی اتمام محض و انفرجث ہے حضرت صدیق اکبر و سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہما کا اسلام کے بعد کیا مفسد قبل از اسلام بھی کبھی شراب پینا سرگزشت ثابت نہیں۔ تاریخ سیدوطی میں ہے اخروج ابن عساکر بسند صحیح عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت واللہ ما قال ابوبکر شعرا قط فی جاہلیۃ ولا اسلام ولقد ترک ہو و عثمان شرب الخمر فی الجاہلیۃ و اخروج ابوالعین بسند حید عنہا قالت لقد کان حرم ابوبکر الخمر علی نفسه فی الجاہلیۃ و اخروج ابن عساکر عن ابی العالیۃ الریاحی قال قیل لابی بکر الصدیق فی مجمع من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم هل شرب الخمر فی الجاہلیۃ فقال اعوذ باللہ فخیل و لہ قال کنت اصونی عرجی و احفظ

لے ترجمہ صحیح ابن عساکر نے بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں خدا کی قسم حضرت ابوبکر نے جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پیا اور اسلام میں اور بیک اور عثمان نے شراب کو ایام جاہلیت ہی سے چھوڑ رکھا تھا۔ اور ابولخیم نے بسند حید روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے شراب کو اپنے اوپر ایام جاہلیت ہی سے حرام کر رکھا تھا۔ ابن عساکر ابوالعین ریاحی سے روایت کرتے ہیں کہ مجمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صدیق سے دریافت کیا گیا کہ کبھی آپ نے جاہلیت میں شراب پی ہے فرمائیے کہ خدا کی پناہ۔ کہا گیا کہ میں (یعنی قبل از اسلام) باوجود رواج کے شراب پیچھنے کی کیا بات تھی فرمایا میں، اپنی اہروانی مروت کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اور شرابی اپنی عزت ابر میں بے ہوش لگائے نہیں رہتا راوی کہتے ہیں جب ابی خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتی تو اپنے دو ترجمہ فرمایا، ابوبکر نے چہ کہا، ابوبکر نے چہ کہا، ۱۱





Q. No. L 2650.

December, 1938.

✓ 21/4/40  
21/9/18

---

at the Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahamad Bugwi  
Editor & Printer and Published by him from the Office of  
"Shams-ul-Islam", Bhera.

---